بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

الحمد للہ کہ بعون خالق لم یزلی دیوان حقائق آگاہ سید افتخار علی شاہ صاحب مدنی چشتی قادری متخلص بغریب الوطن موسوم

بستان تصوف

المعروف بہ

دیوان وطن

حسب فرمایش تاجران کتب حیدرآباد باہتمام سید حسین خادم مطبع ابوالعلائی

در مطبع نامی ابوالعلائی واقع حیدرآباد دکن گلزار حوض طبع گردید
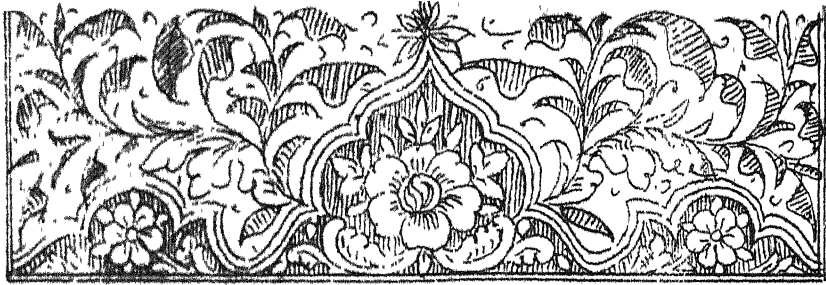
مردمک دیدۂ نور قدیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وصف لکھتا ہون کسی شاہد معنی ورکا
ہات آیا ہے قلم روح قدس کے پر

من رارٰی کی بشارت سے ہوا آئینہ
شان حق کی ہے سراپا مرے پیغمبر

جس کو ہر تار نفس ہے رہ حق مین سبو لی
داربان جان سے منصور ہے اوسکے

جبر اور قدر کے سر کو مین بشر مین پایا
یہی مجبور تو مختار ہے خیر و شر

دیر و کعبہ مین رہے شیخ و برہمن تہک کر
اک نے پایا نہ پتا قبلۂ من کے گہر

پایۂ عرش سے ہے اوس کا دوبالا پایہ
ہات آیا ہے قدم جن کو مرے رہبر

بام دلدار پہ ہیہات کہان پہونچے گا
زینہ جب تک نہ بنائیگا تو اپنے سر

آنکہہ لو آنکہہ لو اے مرد موحق بین ہو اگر
آنکہہ دروازہ ہے اوس نور بصر کے گہ

شب معراج شب گور نہ کیون ہوسکے وطن
سر مین سودا ہے مرے گیسوے پیغمبر کا

شان صفا ہے رنگ مرے آب و تاب کا
آئینہ ہون جمال رسالت مآب

بحر فنا مین عین بقا ہے مرا ظہور
دریا ہون گو ہے طور بظاہر حباب

آئینۂ شان حسن ہے معنی مین عشق کے
دانش مین دل جو ہے وہی دلبر ہے ہمہ ہو
معنی ہوئی تجدد امثال کی عیان
دیکھا جو آپ کو تو نہ دیکھا وہ آپکو
ہر پل ہین آپ صورت آئینہ روبرو
دیکھا مین اپنے یار کو ہر شان مین وطن

میرے ہی منہ کو دیکھے منہ ہے جناب کا
سورج کو ہم سمجھتے ہین لکہ سحاب کا
عالم ہے میری سانس مین یوم الحساب کا
اندہا ہے سامنا جو کیا آفتاب کا
دیکھا نہین مین خواب مین بھی منہ حجاب کا
ذرہ کو پھر وصال ہوا آفتاب کا

آغاز کائنات کا انجام ہون وطن
والناس پر ہے خاتمہ امّ الکتاب کا

بے مثل لاشریک ہے تو ماسوا ہے کیا
گل گشت گلستان تحیر مین ہے مجھے
ہین دیکھتا ہون آپ ہی کے روبرو ہین آپ
پائے نہ آپ کو یہ ہمہ اوست کہتے ہین
اس بات کو نہ بات سمجھ نفئی کر خودی
کعبہ گیا نہ آیا کبھی کوئے یار مین
خطرات ہین کہ آمد و شد خلق کی ہی یان
تم شخص ہو مین عکس ہون ہین ایک یا ہین دو
ہین کون آئے کیون یہان جاتی ہین پھر کدہر
وہ دیکھتا ہے اسکو نہین دیکھتا کوئی
حالات سے جہان کے واقف ہوا اگر

خود دوسرا ہے شان تری دوسرا ہے کیا
میری نظر مین سیر ورا الورا ہے کیا
دیدہ کو میرے آنکھ تو لو آئینہ ہے کیا
پوچھو خدائی سے کہ خدائی خدا ہے کیا
چپ رہ کے سن کہ دل مین کوئی کہہ رہا ہے کیا
گمراہ شیخ کو مین کہا تو گیا ہے کیا
دل ہی مرا جہان ہے جہان سرا ہی کیا
منہ دیکھو آئینہ مین کہ ماؤ شما ہے کیا
[illegible] نتے نہین ہم کو ہوا ہے کیا
[illegible] کو دیکھا نہین دیکھتا ہے کیا
[illegible] ن جان کو جو وہ جانتا ہے کیا

آتے ہو ہر طرح سے رہ راست پر وطن
[illegible] پ کا بھی طائر قبلہ نما ہے کیا

اُسے دیدار ہو کیونکر خدا کا
نہ دیکھا جس نے چہرہ مصطفی کا

وہ کیا پائیگا الا اللہ کے سر کو
نہ لایا فہم مین جو بھید لا کا

نہین حق کے سوا موجود کوئی
یہی مطلب ہے نفط ماسوا کا

پھرین کیونکر نہ گرد مصطفی ہم
یہی کعبہ ہے ارباب صفا کا

یہی ہے کیف مد الظل کی معنی
جہان سایہ ہے اُس نور خدا کا

کہلیگا عقدۂ لاعبد لا رب
اگر پردہ اُٹھے ماو شما کا

نظر آتی ہے ہر سو شان حق کی
مقابل آئینہ ہے اینما کا

خدا آئینۂ شان نبی ہے
نبی آئینہ ہے شان خدا کا

وطن ہے ہم کلامی اُس کو حق سے
ہوا ہو جو آشنا اپنی صدا کا

صورت آئینہ مونس ہون رخ دلبر کا
گھر پہ دنگا ہے مرے آٹھ پہر مشترکا

روبرو اک مہ بے مہر کے مئی بیٹھا ہون
نام خورشید قیامت ہے مرے ساغر کا

آنکھ ہی بحر جہان آنکھ جو ہے شکل حباب
یان تو دم لینے کو وقفہ بھی نہین دم بھر کا

صورت جزو ہون یہ دیکھ لیا مین کل کو
ایک نقطے نے یہی نظارہ کیا دفتر کا

اہل معنی کی ہو سنگت جو ہے دانا ورنہ
صورت آسیا کرتی ہے طمع گھر گھر کا

معنوی ایک نہین عارف لفظی ہین بہت
قال کرتے ہین مگر حال نہین دم بھر کا

کنج تنہائی مین ہے جان جہان سے خلوت
لامکان ہمدم و آنگن ہے ہمارے گھر کا

دیر و کعبہ مین رہے شیخ و برہمن تھک کر
کس نے پایا ہے پتا قبلۂ من کے گھر کا

دھل گیا زنگ خودی آئینۂ دل سے وطن
کیجیے شوق سے نظارہ رخ دلبر کا

تنہا ہون مین ہے آئینہ خانہ جہان مرا
ہر شے مین نام اور یہ اک ہے نشان مرا

مردم کی شکل آنکھ مین رکھ لین گی آنکھ کر
گر مردمون پہ حال ہو شمہ عیان مرا

جلوہ نما ہون نگہتِ گل کی صفت سے مین
پاتا نہین پتا کہین باغ جہان مرا

تنزیہ ہے حسب مرا تشبیہ ہے نسب
ہے عارفانِ حق پہ عیان خاندان مرا

مظہر ہون مین جہان مین غیب و شہود کا
پائے خدا کو لے جو کوئی امتحان مرا

موجود میری معنی سے ہے صورت دلیل ہے
جو عالمِ عیان ہے وہ رازِ نہان مرا

سیرِ زمینِ سینۂ بے کینہ ہے مجھے
سرِ دماغ مجھکو ہوا آسمان مرا

ناقوس سن اذان کو سمجھ سرِ جان کو پا
ہے بتکدہ مین ذکر حرم مین بیان مرا

پائین گے ساکنان دو عالم کہان مجھے
ماؤشما نہین ہے وطن ہے جہان مرا

تو نے دعوے حبیب عدیم المثل کا پیدا کیا
دوسرا تیرے مقابل مین نے آئینہ کیا

ایک ہی صورت نظر آتی ہے مجھکو چار سو
شش جہت دل کی صفا نے آئینہ خانہ کیا

تیر باران کرتے تھے جو مہمان سراے دہر مین
اون کو لیجا کر اجل نے تیر مین سیدھا کیا

آپ ہی کو دیکھتا رہتا ہون مین ہر شان مین
آپ ہی نے تو مجھے اس کام کو پیدا کیا

کیا تعلق تھا مجھے نام و نشان دہر سے
ہستی موہوم نے مجھکو عبث رسوا کیا

واصل دریا ہوا پھوٹا حباب بحر جب
عشق نے مجھکو مٹا کر آشنا تیرا کیا

مل گیا در پردہ مین ہو کر جدا جو آپ سے
لوگ کہتے ہین وطن نے خلق سے پردہ کیا

وصل مین غیب ہویت میرا مسکن ہو گیا
لامکان گویا ہمارے گھر مین آنگن ہو گیا

ہون وہ دریا میرے ہر قطرہ مین ہی عالم نیا
سینہ میرا درکن کا گویا معدن ہو گیا

جان کے پاتے ہی جانا ہم نے جانیکا مقام
دامن مادر کفن گہوارہ مدفن ہو گیا

گو نظر آئین نہ آئین پر نظر مین آپ ہین
آپ کا چھپنا تہ چھپنا ہم پہ روشن ہو گیا

منزل وحدت کے رہرو کو ہے کثرت سے خطر
وصل مین بھی امتیاز وصل رہزن ہو گیا

آپ کو عالم مین دیکھا دیکھا عالم آپ مین
میرا عالم مردم حق بین پہ روشن ہو گیا

دیکھے اوس خانہ نشین کو ہو کے باہر آپ سے
جسم کی دیوار کو دیدہ ہی روزن ہو گیا

ہو گیا ہمدم مین جانِ جان سے جس دم ہمدمو
جان اپنی جان کر مجھکو جہان تن ہو گیا

دیکھتے ہین آپ کو اس وجہ سے ہم آپ مین
روبرو جب آپ آکے آئینہ من ہو گیا

دیکھتے ہین ہم ابد مین جلوہ حسن ازل
عالم پیری وطن ہم کو لڑکپن ہو گیا

تو ہوا غائب نظر سے مین جہان پیدا ہوا
تو نے بدلا روپ اپنا نام یان میرا ہوا

مظہر اسما ہون مین ہر ایک شئی کا خلق مین
ہو گیا عالم ہویدا مین جہان پیدا ہوا

دیرہا ہے مجھکو میرے دلنشین کی سج جے
دمبدم سینہ مین دم آتا ہوا جاتا ہوا

ہے نظر مین شان حق اور شان حق پر ہی نظر
جس نے ہم چشمی نظر سے کی وہی بینا ہوا

گو ہین سب امواج بحر ذاتِ باری مگر
اوس کو ماہیت ملی پانی کی جو تشنہ ہوا

دوسرا کوئی نظر آتا نہین میرے سوا
دوسرا میری نظر مین آئینہ خانہ ہوا

مٹ گیا زنگ خودی جوہر نکل آیا وطن
دلربا آیا نظر مین دل جو آئینہ ہوا

پایا نہ حق کو بندہ کہا تو کیا ہوا
اندھے کی طرح رو کے پکارا تو کیا ہوا

اپنے مکان مین یار کو رکہکے نہین ملا
سمجہا نہ کون گویا ہے اسدم کلام کا
مسجود پاس ہے نہ ہوا ہمکنار تو
جب دوسرا مین دوسرا موجود ہی نہین
خاشاک ماسوا سے نہ دل کو صفا کیا
جب تو مٹے تو ہوگا غریق یم وصال

کعبہ کو جاکے حاجی کہایا تو کیا ہوا
قرآن پڑہکے تو نے سنایا تو کیا ہوا
سجدہ مین شیخ سر کو جہکایا تو کیا ہوا
بُت کو اگر خدا مین پکارا تو کیا ہوا
کعبہ کا صحن جہاڑکے آیا تو کیا ہوا
رکہہ کر خودی خدا کو پکارا تو کیا ہوا

مین وہ ہی نور حسن ازل ہون سمجہ وطن
مٹی مین عشق نے جو ملایا تو کیا ہوا

کیون نہ ہر پل مجہے حاصل ہو نظارہ تیرا
صورتِ عکس ہے ہر شخص یہان حیرتمین
دیدہ و دل مین نظر صاف تو آتا ہے مجہی
عالم غیب مین بھی تجہکو سمجہتا ہون حضور
برہمن دیر کو اور شیخ چلا کعبہ کو
آپ سے جب مین گذرتا ہون تجہی پاتا ہون

دیدہ میرا ابھی بعینہ ہے جہروکا تیرا
آئینہ ہے نہین اک محو ہے تماشا تیرا
گہر جو میرا ہے وہ ہے آئینہ خانہ تیرا
بند آنکہین ہین پہ کرتا ہون نظارا تیرا
ایک کو بھی نہین معلوم ٹہکانا تیرا
دیکہتا ہون تری آنکہون سے تماشا تیرا

ہر نفس اور ہی عالم مین رہا کرتا ہے
ہوگیا جب سے وطن محو تماشا تیرا

مین نہ بندہ نہ خدا تہا مجہے معلوم نہ تھا
شکل حیرت ہوئی آئینہ دل سے پیدا
دیکہتا تھا مین جسے ہوکے نہ دیدہ ہر سو

دو نون علت سے جدا تھا مجہے معلوم نہ تہا
معنی شانِ صفا تھا مجہے معلوم نہ تہا
میری آنکہون مین چہپا تھا مجہے معلوم نہ تہا

آپ ہی آپ ہین یان طالب و مطلوب ہے کون
مین جو عاشق ہون کہا تھا مجھے معلوم نہ تھا

دل کے آئینہ کو مین روبرو رکھہ کر دیکھا
آپ کا روئے صفا تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا

وجہہ معلوم ہوئی تجھہ سے نہ ملنے کی صنم
مین ہی خود پردہ ہوا تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا

بعد مدت جو ہوا وصل کھلا راز وطن
واصل حق مین سدا تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا

حیرت افزائے جہان میرا تماشا ہو گیا
تھا کہان آکر پہنسا کس جای مین کیا ہو گیا

دیکھتے ہین سب کوئی پہچانتا کوئی نہین
غافلون کے حق مین حق بہی اک معما ہو گیا

پہونچے بام وصل جانا پر جو گذری جان سے
مدعا کے پاؤن کو سر اپنا زینہ ہو گیا

جلوہ گر ہین آپ جو تنزیہ سے تشبیہ مین
دیکھنے کو آپ کے کونین پیدا ہو گیا

نام رکھا اک نے اک ہر اک نے اس گم نام کا
اس سرا مین رہ کے دو دن ہی مین سوا ہو گیا

فلک ہوتی ہے سواری کو ملا دوش صبا
عالم پستی مین اپنا بول بالا ہو گیا

حسرت خورشید ہو کوئی نہ دیکھا آپ کو
نور عالم تاب عارض رخ کو پردہ ہو گیا

شان حق ہم کو نظر آنے لگی ہر شا نہین
جس مکان مین ہم رہے جا کر وہ کعبہ ہو گیا

آج ہی دیدار ہم کو حق نے دکھلایا وطن
شیخ صاحب کے لئے اقرار فردا ہو گیا

بندہ ہے کون بت ہے کہا اور خدا ہے کیا
اک مین ازل سے ہون یہان میرے سوا ہے کیا

حسن ازل کو عشق ابد کہہ رہا ہو نہین
مستی مئے الست کی بھی اک بلا ہے کیا

حق ہے نظر مین اہل نظر کہہ رہے ہین حق
دیکھو تو مرد مون کو نظر آ رہا ہے کیا

سب ڈھونڈتے ہین اس کو وہ ملتا نہین کہین
مین گم ہوا ہون خلق سے خالق جدا ہے کیا

اک شان سے ہے نظر مین وہ مین ہون کہ آپ ہین
رہتی ہے سیر نسخۂ لاریب عبد کی
دار الشفا مین وصل کے رہتے ہین مندست
قید خودی مین رہکے سمجھتا ہے اوسکو دور
ہے محویت جو دید سے خلقت کے ای وطن
خود مدعا مراد و دعا الم ہین اے وطن

آئینہ ہے یہ آپکا روئے صفا ہے کیا
کیا جانے جبر و قدر کا ہم مسئلہ ہے کیا
مرنا مریض عشق کے حق مین دوا ہے کیا
بیخود تو ہوکے دیکھ خدا ہی خدا ہے کیا
تو کیا حسین ہے خلق ترا آئینہ ہے کیا
ہم جانتے نہین ہین کہ دست دعا ہے کیا

پہونچا یا آپ کعبۂ مطلب کو آن مین
تو کیا ہے اے وطن یہ ترا رہنما ہے کیا

سامنا ہے مجھکو ہر پل اک رخ پر نور کا
پنبۂ پندار گوش دل سے باہر کر گئی سن
ہے اگر واصل تو شغل دید پر مت کر نظر
آپ سے ہر دم گذر کر آپ کو پاتا ہون مین
جس نے کہا یا ہے پشیمان جو نہ کہا یا ہی ملول
دوسرا ہین عبد و ربکی شان ہے مجھہ سی عیان
ہوکے بی سد سو رہا مین گوشۂ تربت مین یون
بار نظارہ ترا تار نگہہ پر کیون نہ لون
ہر زمان ہنگامۂ محشر ہے مجھہ سے دہر مین
کب نظر سے اپنے باہر آپ کو پاتا ہون مین
مین ہون اور نظارۂ شان خدا ہی ای وطن

میرے ہر ہر رگ مین عالم ہے چراغ طور کا
ذرہ ذرہ ہے جہان مین ہمزبان منصور کا
وصل سے ہے دور بینا ناظر و منظور کا
رات دن مجھکو وطن مین ہی سفر ہے دور کا
حظ دنیا اہل دنیا کو ہے لڈو بور کا
آئینہ کہئے مجھے مختار اور مجبور کا
لیٹا ہے جس طرح تھک کر مسافر دور کا
ہے جو نقد محویت انعام اس مزدور کا
کام لیتا ہون مین اپنے دم سی بانگ صور کا
ہے مرا تار نظر پر وہ رخ پر نور کا
شیخ صاحب کو مبارک ہو تصور حور کا

خدائی کہتا ہے جس کو عالم سو یہہ بھی ہے اک خیال میرا
بدلنا صورت ہزار ڈہب سے ہے ہر ایکدم مین جیسے حال میرا

کہین سجل کہین ہون صورت کہین ہون دیدار کہین ہون حیرت
نظر ہوئی ہے نصیب جن کو وہ دیکہتے ہین جمال میرا

کہین ہون سورج کہین ہون ذرہ کہین ہون دریا کہین ہون قطرہ
وفور کثرت سے اپنے مجہکو ہوا ہے ملنا محال میرا

طلسم اسرار گنج مخفی کہون نہ سینہ کو اپنے کیون کر
عیان ہوا راز گنج مخفی ہوا جو ظاہر کمال میرا

حجاب خورشید ذات معنی ہوا ظہور نمود صورت
مٹا جو دنیا سے نام آدم ہوا ہے مجہکو وصال میرا

ہمیشہ آنکہون کو بند رکہنا جمال معنی کا دیکہنا ہے
جو گوش کر ہین وہ ہے سماعت جو بیزبانی ہے قال میرا

الست و قالو بلی کی رمزین نہ پوچہہ مجہ سے وطن تو ہرگز
ہون آپ مشغول آپ شاغل جواب خود ہے سوال میرا

مٹنے سے زنگ غیر کے کیا کہئے کیا ہوا
گو دوسرا ہے خلق مگر آپ کے سوا
خود رہنگی کی وجہہ نہین اور اس سوا
ملتا ہے حسن و عشق کا جہگڑا کہین جدا
مردم نہین ہے آنکہہ مین لو آنکہہ مردمو

آئینہ دل کا مظہر شان خدا ہوا
پیدا مری نظر مین نہین دوسرا ہوا
حیرت یہی ہے مجہکو جو کیا تہا مین کیا ہوا
صورت سے بنکے آپ تو مین آئینہ ہوا
بیٹہا ہے یان کسی کو کوئی دیکہتا ہوا

ہے ہی بی نصیب جہان سخن سے زبان دراز
انجان ہے جہان سے ترا جانتا ہوا

پاتا ہون جان قالب دارین آپ کو
جب سے وطن مین واقف سرّ انا ہوا

کنت کنزاً اک لطیفہ ہی مرے ارشاد کا
ذکر حق کیون کر کرین ہم ہیچ اس سے بے زبان
دیکھتے ہین نقش پا مین خطِ پیشانی کو ہم
بہرہ ور کیونکر نہ ذی جوہر ہون سنکر گفتگو
خطرۂ غیریت کا دانا صید دانہ دل کو ہے
نشۂ دنیا غشی ہے جان کنی کے وقت کی
کیون نہ پہولین میری نگہت سی ہوا خواہان دہر
ہو رہی ہے ہمدمی اک جانِ جانان سے ہمدمو
خاک چہانی اہل دانش نی بہت آفاق مین
آپ کو پاتا نہین جب آپ کو پاتا ہون مین
شکل معنی ہے مری تصویر حسن کائنات

ہون مصنف مین کتاب عالم ایجاد کا
تذکرہ تک یان نہین ہوتا ہے اپنی یاد کا
سر نہین اوٹہتا جو آتا ہے خیال افتاد کا
ہر سخن موتی ہے میرا معدن ارشاد کا
یان خیالاتِ خودی ہے دام ہی صیاد کا
قلقل مینا نہین ہے شور ہے فریاد کا
ہون شگوفہ مین بہار گلشن آباد کا
گوشۂ دل مین ہر نفس غل ہے مبارکباد کا
بہید عالم پر نہین کہلتا مری بنیاد کا
عالم ہستی تماشا ہے عدم آباد کا
لوح حیرت یان ہے صفحہ دانش بہزاد کا

ہر نفس بہرتا ہے دم بادِ بہاری کا وطن
دیکہتا ہون مین تماشا گلشن ایجاد کا

ہوتا نہین جس جا پہ گذر ذہن رسا کا
اوس کوچہ مین دیکہو تو نشان ہے مرے پا کا

مین قالب عالم مین ہون اک روح مجسم
اُترے گا نہ اوراق نگہہ پر مرا خاکا

محفل مین او سے اہل وفا کے نہین رتبہ
شاکی ہو جو عاشق کوئی دلبر کے جفا کا

دیدہ نہ کیا باز کوئی دیکھنے او س کو
عنقا کی طرح سنتے ہین سب نام خدا کا

پاتا ہون تجھے جب مین گذرتا ہون خودی سے
پردہ ہے مرا نام ترے روئے صفا کا

ہے جلوۂ حق میرے سراپا مین نمایان
رہتا ہون مین جس گھر مین وہی گھر ہے خدا کا

ہون محو تماشائے رخ یار وطنؔ مین
ہے لب پہ مرے نام فنا کا نہ بقا کا

رہتی ہے جان عرش پہ تن ہے یہان مرا
پایا مین لامکان سے پرے ہے مکان مرا

اک بات ہے ثبات جہان میرے نطق کی
گویا ہے بھید گنج خفی کا دہان مرا

حق مجھ مین آئینہ ہے مین ہون حق کا آئینہ
شان صفا ہے حال عیان و نہان مرا

رہتا ہون چشم اہل بصر کی نگاہ مین
ملتا ہے نکتہ دان کے سخن مین نشان مرا

ذات خدا ہے فہم مین اور وہم ہے خودی
علم الیقین سمجھو تو حق ہے گمان مرا

دیر و حرم مین پاؤن نہ رکھا مین بھولکر
سینہ مین اہل دل کے مین پایا مکان مرا

مین وہ طلسمِ غیب و شہادت ہون ای وطنؔ
سنتا ہو نام پر نہین ملتا نشان مرا

جس دم سے آشنا کوئی نا آشنا ہوا
اک تیسرا جہان مجھے دوسرا ہوا

بارہ دری مین چار عناصر کے ہے طلسم
آیا یہان جو رہ گیا ششدر بنا ہوا

پھرتے ہو گھر سمجھ کے میرے آنکھ ہی مین کیا
ایمان ہوا نصیب جو سمجھا مین کفر کو
پھوٹا جو بلبلا تو ہوا ہمکنار بحر
معنی عشق صورتِ حسنِ ازل سے ہے یہہ

دیکھون جدہر مین آپ ہی کا سامنا ہوا
سنگت مین بت کے واقفِ سرِ خدا ہوا
گذرا جو آپ سے مین ترا آشنا ہوا
پروانہ مین ہوا جو ادہر تو دیا ہوا

آتا ہون مین سے ہے مجھکو نظر تحت و فوق مین
عالم مری نظر مین وطن آئینہ ہوا

ذکر و فکر و شغل سے حاصل نہ اک شمہ ہوا
چپ رہا مین تو ہے گویا گنج مخفی کائنات
کر ہوئے سب گوش سنتا ہون کلام بے صدا
بینا بھی آنکھ اپنی بند کر سکتا نہین
دیکھتا ہون جو سوا حق کی نظر آتا نہین
ہو گیا جب کشف سر اپنا دل پر مرے

واصل جانان ہوا جب جان سے جانا ہوا
کچھ سخن منہ سے جو نکلا اک جہان پیدا ہوا
کٹ گئی میری زبان جب تجھ سی مین گویا ہوا
آئینہ رو کو جو تکتا ہون مجھے سکتا ہوا
مین ہوا حق بین تو سب کہتے ہین نابینا ہوا
جلوۂ حق ہی بعینہ آنکھ کا پردہ ہوا

ایک شکل لفظ کن کا دفتر عالم سے ہے عکس
قال ہوتے ہی وطن کا حال آئینہ ہوا

ہوا مین آگاہ رمز کن سے ملا جو مجھکو پتا سخن کا
عیان ہوا راز گنج مخفی کھلا جو عقدہ مرے دہن کا
ظہور اثبات ذات باری نہ کیون ہو پھر ایک بات اپنی

نمودِ عکسِ جمالِ بے مثل آئینہ ہی ہمارے تن کا
سنینے جو کان اپنے کرہوئے ہم سمیع لبیک کی صدا کے
رہے ہے جو خاموش ہم بھی برسون تو نطق پیدا کسی سخن کا
لگارکھے کان گوش دل سا لڑا ئین آنکھین بھی نرگس آسا
سنے شگوفہ ہزارون جب ہم کھلا ہے گل ہمہ اس چمن کا
موا ہون مرنے کی پیشتر مین ہون دفن سینہ مین اہل دل کی
بعینہ تازنگاو حق بین بنا ہے رشتہ مرے کفن کا
رہے جو اک عمر سربزانو ہوئی جو تسبیح تن سے فارغ
ڈھلے جو گردن کے تھوڑے منکے تو حال ہم پا ایسی من کا

نہان ہوئی جان سرحق تا عیان ہو مشت غبار آدم
ہزارون عالم بگڑ گئے جب ہوا ہے طیار دل وطن کا

یہان کلیسا تھا کبھی کعبہ نشین تہا
آفاق مین دیکھا کوئی عاشق ہی نہین تہا
جب خاک ہوا مین تو ملا رتبہ اعلے
جون میرے خیالات تھے ہمان خلایق
جب آپ سے گذرا تو نظر آپ تو آیا
کب چشم تصور سے رہی پاون وہ باہر
سر اپنا جھکا تا ہے جہان روبرو کس کے
خورشید قیامت کدھر آیا تھا جدھر تو

تہے آپ تو مجہہ مین ہی ہین اپنے یہ نہین تہا
اس آئینہ مین کون سا چہرہ نہ حسین تہا
سمجھا تہا جسے تخت سر اعرش برین تہا
جون ذہن مرا کون ومکان کا تو مکین تہا
سمجھا تو یہہ سمجھا مین گمان تہا تو یقین تہا
کب دامن مژگان نہ مرا فرش زمین تہا
حق کہتے ہین جس کو سو وہ ہر جگہ قرین تہا
مین محو ہے تماشائے رخ ماہ جبین تہا

جب مین تھا وطن گھر مین نہ وہ جان کی آئے
وہ آئے جو مجھ پاس تو مین آپ نہین تہا

نظر مین دل مین سینہ مین ہے جلوہ غوث اعظم کا
تماشا دیدنی ہو گا عدالت گاہ محشر مین
یہ وہ آئینہ ہے شان خدا ہے آئینہ جس مین
رسول اللہ کو دیکھا ہے جس نے وہ دیکھے
کوئی صورت کے رہتا ہی مقابل جیسے آئینہ
نظر مین سے گذ تجہ اخلاص سے پرواز پر اپنے
برائے دیدن لیلی یہ باید دیدہ مجنون
خرامان ہین تصور سے حریم قلب مین ہردم
ظہور احمد مرسل مکرر اوس نے دیکھا ہی
جہان مین گو فریق اولیا مین آپ ہین لیکن

سراپا ہے مرا آئینہ خانہ غوث اعظم کا
جو میرے ہاتھ مین دامن رہیگا غوث اعظم کا
کوئی دیکھے خدارا روئے والا غوث اعظم کا
سراپا برزخ کبری ہے نقشہ غوث اعظم کا
بندہا ہے سامنا اس طرح میرا غوث اعظم کا
اگر جبرئیل پر ہو کشف درجہ غوث اعظم کا
کوئی دیکھے مری آنکھون سے جلوہ غوث اعظم کا
مرا ہے سینۂ بی کینہ کوچہ غوث اعظم کا
جو دیکھا دیدۂ باطن سے چہرہ غوث اعظم کا
گروہ انبیا مین حشر ہو گا غوث اعظم کا

لحد ہے مردمک پلکین بعینہ چادر گل ہین
وطن کا دیدۂ حق بین ہے روضہ غوث اعظم کا

ردیف باء

آپ کے پاؤن جو پایا پایا حبیب
حق سے آتی ہے صدا لبیک کی
کان سے سنتا ہون حق کا نام مین

آپ مین پھر مین نہ آیا یا حبیب
آپ کو جب مین پکارا یا حبیب
آپ کو آنکھون سے دیکھا یا حبیب

آئینہ معراج کی معنی ہوئی
آپ نے منہ اپنا دیکھا یا حبیب

آپ سے دم بھر جدا کیونکر رہون
مین ہون قطرہ آپ دریا یا حبیب

دیکھتا ہون مین خرامان آپ مین
آنکھ ہے میری مدینہ یا حبیب

آپکے پاؤن ہے پیشانی مری
پیش آنا تھا جو آیا یا حبیب

سب کی آنکھون مین ہا کرتی ہین آپ
آپ کو کوئی نہ دیکھا یا حبیب

روبرو رکھ کر وطن کو دیکھئے
ہے یہہ آئینہ تمہارا یا حبیب

ردیف تا

دل مکان ہی سینۂ بے کینہ میرا کوئی دوست
ہر نفس سے آرہی ہے مجھکو ہر دم بوئی دوست

جسم خاکی خاک ہی اور سنگریزو نکے عوض
سیکڑون عشاق کی دل ہین میان کوئی دوست

کس نے کی مطلوب سے اسطرح پیغام سلام
جو گذرتا ہے مرا دم سے روانہ سوئی دوست

وہ نظر سے ہی مری یا وسپہ ہے میری نظر
مردمک کے آئینہ مین آنکھتا ہون روئی دوست

کہتے ہین عشاق مجھکو طائر قبلہ نما
شش جہت پھر پھر کے جاتا ہون میں سوئی کوئی دوست

چاند ہوتا ہے اسی ان مذہب عشاق مین
ہو لیے ہٹکی جب نظر آجای ہے ابروئی دوست

کیون نہ ارباب صفا کی ہم رہین پیش نظر
دیکھتے ہین آئینہ کی شکل ہر پل روئی دوست

رہروان عشق خضر وقت کہتے ہین مجھے
سیکڑون کو مین نے بتلادی ہی راہ کوئی دوست

کیا گلہ ہے ہجر کا اب وصل حاصل ہے وطن
دیکھتا ہون جس طرف آتا نظر ہے روئی دوست

رہتا ... سر مین ہمیشہ خیال دوست
آٹھون پہر نصیب ہے مجھکو وصال دوست

مکتوب ... غرض ہے نہ قاصد سی کام ہے
آئینۂ نظر مین عیان ہے جمال دوست

... لیے ہی دم کو غنیمت سمجھتے ہین
موقوف ہے اسی پہ جواب و سوال دوست

فرقت ہے موت وصل کی معنی حیات ہے
دم بھر مین ہم یہ کہہ گیا ہمدم کمال دوست

ہے وہ ہی سر بلند دو عالم مین اسے وطن
جو سر بسر غریب ہوا پائمال دوست

ردیف ثاء

جو نہ جانا تجھکو جاتان اوسکا جینا ہے عبث
جو نہ دیکھا تجھکو پل بھر اوسکو ہے دید عبث

ناظر و منظور یان ہے کون صاحب کے سوا
بندہ پرور آپ مجھ سے کرتے ہین پردا عبث

اسم کا پردہ اٹھا تہہ بات کی پائی ہے اور
خشک لب بیٹھے ہو گنتے موج اور دریا عبث

سننے والا کون ہے حق کے سوا یان دوسرا
ہے انا الحق حضرت منصور کا کہنا عبث

ہو نگے تھنڈے سے دست و پا بادِ اجل ہی ایکدن
گرم ہو کر ہے اکڑنا اہل دنیا کا عبث

کافر و مومن سے کہدو گھر مین رکھکر یار کو
دیر مین آنا عبث ہے کعبہ کو جانا عبث

ہوش رکھہ دم پر کبھی واقف ہو دم کا ایکدم
دم بدم دم کا نہین آنا عبث جانا عبث

جب نہین حق کے سوا موجود ہے یان دوسرا
غیب حق کو جان کر ہے ڈھونڈتے پھرنا عبث

دیکھیے جلوہ جمال یار کا ہر سو وطن
ذکر و فکر و شغل کا عالم کو ہے دھندا عبث

ردیف جا

اوٹھا وہ جو تھا میم کا پردہ شب معراج
احمدؐ نے احد آپ کو پایا شب معراج

جھگڑا جو ہوا عشق ابد حسن ازل مین
اک آن مین حضرتؐ نے چکایا شب معراج

حضرت ہی کی صورت کو گئی دیکھنے حضرت
حضرت ہی ستہے حضرت کا تماشا شب معراج

اک شان سے دو نام ہین اللہ و محمدؐ
امت پہ کھلا ہے یہ معما شب معراج

بیداری مین رویا مین نظر آتے ہین حضرت
ہستا ہون مین ہر روز ہی میرا شب معراج

تہے طالب مطلوب جو اک جان دو قالب
حضرت نے یہ اسرار کو جانا شب معراج

منہ پر ہی ارباب صفا کے مین کہون گا
آئینہ تھا حضرت کے جو دیکھا شب معراج

عالم متحیر موم تہا سو رنگ سے ظاہر
اک رنگ ہی حضرت نے جو رگڑا شب معراج

جانا جو فلک پر تھا وہ آنا تہا وطن کو
دیکھا مین طلسم شبِ والا شب معراج

ردیف حا

سر سے گذر گے یار کو پایا کسی طرح
آخر حباب بحر مین پہٹا کسی طرح

پہچانتا ہے بندۂ حق کو بشر کہان
افشا نہ ہوگا راز خدا کا کسی طرح

مطلوب کے جمال پہ تو ہی حجاب ہے
طالب جو ہے اوٹھا دے یہ پردہ کسی طرح

جوہر عیان ہوا جو کیا دل کو مصقلہ
آئینہ بن کے یار کو دیکھا کسی طرح

تجب ہی جان جان لے جانا کو نیم نفس
ہے ایک دم مین جان سے جانا کسی طرح

جب تک ہی تو خدا کو نہ پائے گا یاد رکھہ
غافل خودی سے اپنی گذر جا کسی طرح

ہے انتہا زدید وطن یا ہے محویت
ہے وصل مین بھی یار سے پردہ کسی طرح

ردیف خا

پائے حق کو پائے جب اسرارِ شیخ
دیکھے حق کو جب ہوا دیدارِ شیخ

حق سے باتین کر لو موسیٰ کی طرح
گوشِ دل سے گر سنو گفتارِ شیخ

جب تلک تارِ نفس ستار ہے
تو ٹٹنے پائے نہ مجھ سے تارِ شیخ

عرش پر رہنے کی ہے کس کو ہوس
بس ہے مجھکو سایۂ دیوارِ شیخ

اہل جنت کو جنان ہو خار بن
دیکھ لین گر نزہت گلزارِ شیخ

نام ہے ہندون مین گو اکبر علے رحمہ
ہے نشانِ حق مگر آثارِ شیخ

حشر کا سودا ہوا کرتا ہے یان
اے وطن سرگرم ہی بازارِ شیخ

ردیف دا

ہے پیش نظر تارِ نگہ کو ئے محمد
ہے آنکھ کے پردہ مین نہان روئے محمد

آئینۂ ارشاد مین اربابِ صفا کی
معنی جو خدا کی ہے وہ ہے روئے محمد

دیدے مین سیاہی ہی سیاہی مین ضیا ہے
ہے عکس فگن یان رخ گیسوئے محمدؐ

ہر شان بشر مین ہے نہان نور مجسم
اوصاف جو حق سے کیے ہین وہ ہی خوئے محمدؐ

پھولا ہوا رہتا ہون تصور مین سراپا
ہر سانس سے آتی ہے مجھے بوئے محمدؐ

معراج کی شب کا مجھے ہر پل ہے سمایا
دیدہ مین کھٹکتے ہین مرے موئے محمدؐ

قبلہ کی طرف سر تو جھکاتا ہون وطنؔ
آنکھین پھرے جاتے ہین مرے سوئے محمدؐ

ردیف ذا

کیون نہ ہر دم ہو وہ دلبر کو روانہ کاغذ
دم ہے قاصد ورق دل ہے ہمارا کاغذ

ہے عیان عکس رخ یار کی اس مین تشبیہ
دیدہ میرا بھی بعینہ ہے مصفا کاغذ

نامہ بر ہے وہی جو دل مین خیال آتا ہے
خط قسمت ہے مرے یار کا لکھا کاغذ

ہے عیان آپ کی تصویر نظر مین ہر سو
لوح ہستی ہے مری آنکھ مین سادا کاغذ

اپنی ہستی سے جو گذرا تو ہوا وصل مجھے
بھیجا قاصد کو نہ مین یار کو لکھا کاغذ

دم بخود ہون مین کسی مصحف رخ کی دھن مین
پاس میرے نہ سیاہی ہے نہ خامہ کاغذ

جس کو لکھتا ہے وہ ہی روبرو ترے ہر پل
دست بستہ ہو وطنؔ پھیک کہان کا کاغذ

ردیف را

بصیرت سے ہوئے ملبوس تھے شانِ علی اکبر
فنا فی الشیخ کی معنی ہوئی صورت نما جس سے
نظر میں شانِ حق ہے گھر میں جلوہ گر خدائی تھے
اوتارا سر سے جب بارِ امانت میں ہوا ساجد
مسخر ہو گیا ہے جلوۂ حسن ازل میرا
نکالا خاکدان سے جلوۂ حق مجھکو دکھلایا
نہیں کچھ کفر دین کے مسئلہ سے مجھکو مطلب تھے
معانی من رآنی کی مسلسل فہم میں آئی

میرا تارِ نگہ ہے تار دامانِ علی اکبر
بنی ہے جان میری قالبِ جانِ علی اکبر
کھلا ہے جب سے دل پر سرِ عرفانِ علی اکبر
جھکا یا میری گردن بارِ احسانِ علی اکبر
زبان پر ہے جو وردِ اسم ذیشانِ علی اکبر
رہے گی روح بھی میری ثنا خوانِ علی اکبر
مرا مذہب ہے یہہ میں ہوں مسلمانِ علی اکبر
جو دیکھا چشم سر سے روی رخشانِ علی اکبر

وطن ناظر نظر منظور آئینہ ہوئی یکجا
بجائے مردمک آنکھوں میں ہے شانِ علی اکبر

زیر زمین رہا نہ گیا آسمان پر
خاموش میں رہا کہ نہ بندہ ہے نے خدا
چکرانا آسمان کا بے وجہ مت سمجھ
قالب نیا ہے کثرت و وحدت کا ذہن میں
آپ ہی کو دیکھتا ہوں میں جو شی ہو روبرو
پاتا ہوں میں خلیل دو عالم جو آپ کو

پایا ہوں جانِ جان کو جو کھیلا میں ان پہ جا
گویا خدائی ٹھیری ہے میری زبان پر
عالم نثار جان سے ہے میری شان پر
دھوکا جہان کا ہے مجھی میری جان پر
آئینہ کا گمان ہے مجھکو جہان پر
سو کعبہ ہیں فدا مرے دل کے مکان پر

جلوہ نما ہوں دیدۂ کونین میں وطن
کرتا نظر نہیں ہے کوئی میری شان پر

نہ رام اب زبان سے کہہ تو نہ دل سے ہر دم خدا خدا کر
اوڑھا دے پردہ عبودیت کا سمجھ کے ورد انا انا کر

مین وہ ہون اک دُرِ بحر معنی سراغ صوت کو میرے پانی
کیا ہے پادل نے زہر پانی جو دل کو اپنے گھٹا گھٹا کر

خودی مین اک بیخودی نہان وہ بیخودی مین خدا عیان ہے
خودی سے ہے شانِ خدا خودی مین جو خود بخود ہے خود آ خود آ کر

مین وہ ہون اک ذات شمع روشن ازل سے اس بزم شش جہت مین
جو سبعہ سیارہ گہورتے ہین مجھی کو آنکھین لڑا لڑا کر

نمود اشیا مرے قدم سے ظہور اسما ہے میرے دم سے
ہون بزم عالم مین جلوہ آرا مین شان اپنی بنا بنا کر

نہان ہے سیرت عبودیت کی عیان ہے صورت ربوبیت کی
کیا جو آئینہ دل کو اپنے مین زنگ ہستی مٹا مٹا کر

یہ مرنا جینا جو خلق کا ہے نہ جانا اس کو وطن کسی نے
نہان مین ہوتا ہون احدیت مین جہانکو صورت دکہا دکہا کر

ردیف زا

ہون محو سودا دیکھہ رخ رشک قمر روز
ہین باعث غفلت جو پشیمان شب حلت
رہتا ہے تصور جو حضور آپ کا ہر دم

معلوم نہین مجھکو کہ جاتا ہے کدہر روز
پوچھو تو کوئی کرتے تھے کیا سارے بشر روز
آتے ہین مجھے غیب کے اسرار نظر روز

سنتے ہین کہ ہے بیخبری اپنے سی آن کو
رہتے تہے ہر اک شخص جو لوگ خبر روز

چل نکلا ہون انتہے گسے دل کی ملکین ہے
جون تار نفس مجھکو ہے درپیش سفر روز

ہر شب بھی قیامت ہے خبر دار کی حق مین
محشر ہے بپا دیکھیے آفاق مین ہر روز

اک آن جدا اوس سے وطن ہم نہین رہتے
پھرتے ہین سب جیسے ڈھونڈتے عالم مین اکثر روز

ردیف سا

نہ تو کافر سے عداوت ہی نہ دیندار سے اُنس
مین ہون عاشق ہے مجھی یار کی دیدار سی اُنس

آننت نفس مین ہے تجھکو ضرر ایمان کا
ہے وہی جانکا دشمن جو رکہے مار سی اُنس

راستہ حق کا ملیگا نہ کسی کو ہرگز
ہووے جبتک نہ کسی واقف اسرار سی اُنس

تار مین اپنے ہی رہتا ہون مین رکہہ دم پہ نظر
مین بھی ہر ڈہب سے رکہا ہون میرے تار سی اُنس

رمز کن بات مری ذات سے ہے گنج مخفی
بن گیا دہر ہوا مجھکو جو دیدار سے اُنس

کس کو منظور ہے یان نام و نشان سی مٹنا
نجد اکب ہے کسیکو بت عیار سے اُنس

خوش سخن سے مرے ارباب حقیقت ہین وطن
اہل تقلید کو کب ہے مرے اشعار سے اُنس

ردیف شا

سر نذر کر اپنا جو ہے دل دار کی خواہش
سرداری کا طالب ہے تو کردار کی خواہش

وحدت کے لئے واۓ کثرت ہون ازل سے
اک گل کے ہوا مین جو ہے گلزار کی خواہش

کر نسخہ سینہ سے طلب نقطۂ پنہان
پیدا جو ترے دل مین ہے اسرار کی خواہش

دل ہات مین لے دل تجھے دکھلائیگا دلبر
لے آرسی گر ہے تجھے دیدار کی خواہش

لب بند ہے پر صورتِ جانان ہی نظر مین
ہون دید کا شایق نہین تکرار کی خواہش

ہون آپ ہی مطلوب پہ کہلاتا ہون طالب
ہے وصل مین بھی مجھکو وطن یار کی خواہش

ردیف صاد

دکھلاتا ہون عوام کو مین یہ نشان خاص
رہنے کا یار کے مرا دل ہے مکان خاص

ہون خاک مین پہ عرش کی لیتا ہون مین خبر
ہمدم ہے جان قالب عالم سے جان خاص

رگڑا جو سر زمین پہ ہر سون کہلا یہ باب
سر ہے ہمارا یار کا ہے آستان خاص

پیدا اگر ہے دیدۂ حق بین تو سیر ہے
ہے اس جہان عام مین صد جہان خاص

پایا ہے کس نے خلوت و جلوت کی راز کو
ہے جو مکانِ عام وہ ہے لامکان خاص

کیونکر نہ ہون مدار معانی کائنات
ہے عام آئینہ مرے ہر شے مین شان خاص

ہم ڈھونڈتے ہین جس کو وہی ہم ہین ای وطن
سنتے ہین کب عوام ہمارا بیان خاص

ردیف ضاد

نہ جانین کیونکر اپنا جاننا فرض
خدا کا دیکھنا ہم کو ہوا فرض

ہوا ہے کشف واسجد واقترب کا
خوشا سنت خوشا واجب خوشا فرض

رہے گی بال بھر ہستی جو تجھ مین
نہ ہوگا بال بھر تجھ سے ادا فرض

ہوا قرب فرایض مجھ کو حاصل
مرے ذمہ نہین باقی رہا فرض

ہوا محو سے لقائے جان جان مین
کیا کس لطف سے مین نے ادا فرض

وطن ہے شانِ حق ہر پل نظر مین
نہین مین نے کیا دم بھر قضا فرض

ردیف طا

ہے مجھکو نے خدا سے نہ کوئی صنم سے ربط
رکھتا ہون آپ اپنی ہی دم اور قدم سے ربط

آئی سمجھ مین راہ ثبات وجود کی
اک عمر جب رہا مجھے اہل عدم سی ربط

گو ہم ہی مدعا ہے دو عالم ہین خلق مین
حیرت ہے آج تک جو نہین ہمکو ہم سی ربط

خود رفتہ ہون مین رکھتا ہون خود رفتگو نسے کام
ممسک سے دوستی ہے نہ اہل کرم سی ربط

مملوک اس کا عالم پست و بلند ہے
لازم ہے آدمی کو کرے اپنے دم سی ربط

ہو جای حق سے چار ہی دن مین خلا ملا
پیدا کرے جو طالب حق آج ہم سی ربط

صورت نما ہون آئینہ فقر مین وطن
رکھتا نہین ہون مین کسی اولادِ جم سے ربط

ردیف ظا

شاہد غیب کے ہوں مصحف رخ کا حافظ
حفظ پر فاتحہ اخلاص سے پڑہتا اپنے
لام گیسو الف قد کو ترے گر دیکہیں
روبرو مصحف ناطق جو ہے میری ہر پل
محو ہے نظارہ کو کب رو کی کتابی سے ہے کام
تذکرہ مصحف رخ کا ترے پھر یاد آتا ہے

بے جتنے بینا ہیں وہ کہتے ہیں مجھے یا حافظ
نحن واقرب کی جو معنی کو سمجھتا حافظ
بہول جائے گی سبق اپنا سراپا حافظ
جمع ہوتے ہیں مکان پر مری کیا کیا حافظ
دیکھے ہے کہول کے قرآن کب اچھا حافظ
دیکھیں اللہ ہے پھر بزم جہان کا حافظ

بند آنکہیں ہیں پہ رہتا ہوں تلاوت میں وطن
شاہد غیب کے ہوں مصحف رخ کا حافظ

ردیف عا

سامنے دلبر کے جب تو جائیگا تنہا شروع
ہے یہی معنی سواد الوجہ فی الدارین کی
آپ سے گذرا تو پہونچا میں بساط قرب تک
نسخہ ایجاد عالم کا یہی مضمون ہے
جانتا ہے جان جان کا جانتے کو سون پہ کے
ہر نفس سو سو بلا نازل ہے سر پہ ہمدمو

تو نظر آئے گا تیرے روبرو پردہ شروع
ہے دو عالم سے گذرنا فقر کا رستا شروع
یار کی ایوان کا سر ہے مرا زینہ شروع
ہو رہا ہے خوب حسن و عشق میں جھگڑا شروع
جان سے جاتا ہے گو جانتا اوسکا شروع
عشق کے کوچہ میں تم نے اگر قدم کہا شروع

ہو گیا جس دم عروج سیر فی اللہ اے وطن
پردہ کونین میری آنکہ سے اٹھا شروع

ردیف غا

تو نظر آیا جو مجھکو مٹ گیا دل پر سے داغ
جلوہ گر خورشید ہو جب پھر کہان نور چراغ

کیون نہ تیرے حسن سے ہون مست ارباب نظر
مئے ترا دیدار ہے رخ ہے ترا شکل ایاغ

دہوم مچہہ او باش کی ہی حشر کہتے ہین جسے
ہون وہ عاشق مہر محشر ہے مری سینہ کا داغ

یہ کرامت مجہہ مین ہے اک شک گل کی دید مین
پڑ گئی گلخن پہ گر میری نظر ہوتا ہے باغ

کب زمین و آسمان چکراتے ہین دھن مین ترے
رات دن کو رات دن ہے عشوہ گر تیری ایاغ

کون سی وہ شی ہے جس مین نگ و بو تیری نہین
ہے ہوا مین تیرے گلزار دو عالم باغ باغ

آنکھ اوٹھا کر مین ملایک کو نہ دیکھا ای وطن
بعد مردن بھی رکھا ہے مجھکو حق نے بد دماغ

ردیف فا

خواہان یار جاتے ہین اغیار کی طرف
گل دیکھنے کو آئے چلے خار کی طرف

حور بہشت دیکھون تو کہے قصور وار
میری نظر ہے آپ کے رخسار کیطرف

دیکھا ہے جس نے تجھکو نہ دیکھیگا غیر کو
نوری بھی جھانکتا ہے کہین نار کیطرف

جس جا ہین ماسوا ہین دولت ہے دید کی
طالب ہو گنج کے تو چلو یار کی طرف

عاشق اگر ہے حق کا نہ دیر و حرم کو جا
چل سر کے بل تو واقف اسرار کیطرف

نغط انا تو کہتے ہین ارباب معرفت
معلوم ہو جو غور کرین دار کی طرف

مشتاق گر نہ ہو کوئی افسوس ہی وطن
حق کی نظر سے طالب دیدار کی طرف

ردیف ق

گریاں نہ کیوں ہوں دیکھ کے سینہ پہ داغ عشق
اس آبِ آرزو سے ہیں سرسبز باغ عشق

ہے یادِ حق سے نیک جو حاصل ہو بیخودی
بہتر ہمائے عقل سے ہے مجھکو زاغ عشق

ہے حسنِ کائنات مری شان سے عیاں
پیدا کیا ہوں میں بھی سراسر دماغِ عشق

کھاتا ہوں غم خیال میں اک چشم مست کے
پیتا ہوں اپنے خون سے بھر کر ایاغ عشق

جب خاک ہو گیا مجھے دوشِ صبا ملا
کھوئے جو اپنی جان تو پایا سراغِ عشق

لو میں فروغِ حسن کی جلتا ہوں روز و شب
روشن ہے بزم دہر میں مجھ سی چراغ عشق

اولیٰ ہیں شیخ و شاب سے رند و گدا وطن
بہتر دیار عقل سے ہے مجھکو راغِ عشق

منصور ہی کیا کہتے تھے ہر بار انا الحق
ہم کہدیں اگر حق تو کہے دار انا الحق

ہر تارِ نفس جان کو سولی ہے ہمارے
ہر دم کو نئے سر سے ہے تکرار انا الحق

کس واصلِ حق کا ہے گذر باغ جہاں میں
یہ ہوئے ہوئے کہتے ہیں خس و خار انا الحق

وہ خانہ نشین حق کے تصور میں ہیں ہمدم
کہتے ہیں ہمارے در و دیوار انا الحق

واقف نہیں اسرار و فی انفسکم سے
ورنہ کہیں حق جان کے دیندار انا الحق

خمخانۂ وحدت میں ہے کم ظرف وہ مے نوش
سو گھونٹ پہ فرمائے نہ اک بار انا الحق

حق یوں ہے وطن حق نہیں میں حق میں فنا ہوں
میں سنتا ہوں کہتا ہے مرا یار انا الحق

ردیف کا

سیر کرتا ہے ترے روئے کتابی کی فلک
شکل معنی ہوئی آئینۂ دل سے پیدا
سر کو سجدہ مین جو رکھتے ہین زمین پر ہم بھی
تو بھی یکتا ہے ترا حسن بھی وہ یکتا ہے
دل سے کہتا ہون مرے ناظر و منظور ہی تو
پیر دانا وہ جوان ہے جو خدا کو پایا

اپنی آنکھون پہ لگا شمس و قمر کی عینک
مرے رخ پر ہے تیری عارض درخشان کی چمک
در دولت پہ ترے دیتی ہین ہم کیون دستک
شکل دارین کو کہتا ہے کہ منہ پر سی سرک
دل صافی سے ہے مرآئینہ تیرا بے شک
جو خودی کو نہین پہچانا رہا وہ کودک

مظہر حسن ازل عشق ابد ہے انسان
کوئی پایا نہ **وطن** اپنی حقیقت اب تک

ردیف لا

ہوسے جہان جہان کو جو دیکھے جہان دل
ظاہر ہے گفتگو مین جو پردہ کی بات ہے
عالم کچھ اور دیدۂ جان سے نظر پڑا
در پردہ دید بازی ہے اک دل نشین سی
ہے محویت مقام چلین اون کا دید حق
عرش برین بھی فرش ہو کعبہ سمجھو مین
یون بھول کر گئے ہین کہ گئے لامکان تک

عالم عجیب بستے ہین ایسے میان دل
گویا میری زبان ہے غیب اللسان دل
ہے شان دلربائی دو عالم نشان دل
رکھتا ہون جب سے دیدۂ جان پاسبان دل
رہتے ہین دو جہان سی پرے رہروان دل
شمہ اگر بیان کرون مین بیان دل
پایا نہین کسی نے نشان مکان دل

آیا نظر عجیب تماشا ہمیں یہان
دل ڈھونڈھتا ہے جسکو وہی درمیان دل

رکھتے ہین دل کی بات جو دل مین وطن امام
دل اون کا نیہ دان ہی وہ ہین انددان دل

دل ہے ہمارا عالم بالا یہ اے وطن
نادان ہین وہ جو رہے کہتے ہین تن مین مکان دل

ردیف م

ہو رہے ہین اندنون کچھ جان کر انجان ہم
صورت رحمان ہین یا صورت انسان ہم

بے نشان وہ آپ ہے گو بے نشان تمکو کہی
دیکھتے رہتے ہین ہر شئی مین ہماری شان ہم

غیر حق کو گوشہ دل مین جگہہ دیتے نہین
گھر کے اپنے ہین گئی ہین اندنون ویران ہم

جوشش مستی کی اسے کیون نہو ہر سمت ہجوم
بحر عالم مین ہین پیدا صورت طوفان ہم

سے تجھے کہان آکر یہ ہے کس جا کے جاتی ہین کدہر
ہین اسی دریافت مین بیٹھی ہوئی حیران ہم

دم بخود ہین دھن مین کیا اک مصحف رخسار کے
پڑہ رہے ہین موند کر آنکھین وطن قرآن ہم

ایک بھی انسانیت کی خو نظر آتی نہین
کس طرح کہلائین عالم مین وطن انسان ہم

چپ نہین بیٹھے ہین کرتے ہین کسیکی یاد ہم
دیکھتے ہین دل مین سیر عالم ایجاد ہم

پوچھیے کیا ہو ملے تم سے تو کیا ہم کو ملا
لٹ گئی ہستی ہماری ہو گئے برباد ہم

پہنسا ہے دام خودی مین ہی جو دانا دل یہان
صید کرنیکے لئے اپنے بنے صیاد ہم

دیکھیے عالم ہمارا اہل عالم دیکھیے
دم مین عالم اپنے کرتے ہین کئی ایجاد ہم

ہمدمی اک دل نشین سے ہمدم ہر دم ہے آج
دمبدم دیتے ہین ہر دم کو مبارکباد ہم

دفتر عالم کا انسان گو شمارہ ہے مگر
فاضلو دیکھو تو ہر ہر فرد پر ہین صاد ہم

ہین خودی مین پر خودی ہی مین ہین ہم محو خدا
نام ہے قیدی مگر ہین ذات سی آزاد ہم

ذکر دنیا ہے نہ فکر آخرت ہے اے وطن
اور ہی عالم کی باتین کر رہے ہین یاد ہم

ملتے ہین جیسے شاہ سی ویسے گدا سے ہم
جاروب گھر مین دیتے ہین بال ہما سی ہم

چشمک کی چال عرصۂ فردا سمجھتے ہین
ہر آن ایسے ملتے ہین اپنے خدا سی ہم

پاتے ہین مدعاے دو عالم جو آپ کو
جا سکتے ہم نہین ہین کہین اپنی جا سی ہم

ہم کو بھی اطلاع نہین ہے یہہ بھید سے
باتین جو کرتے رہتے ہین اکثر خدا سی ہم

آئی سمجھ مین ہم نفسی جب سے یار کی
محفوظ گھر یون رہتے ہین اپنی صدا سے ہم

سمجھا نہ کوئی کون ہے کس کا خدا ہے نام
کہتے رہے ہے بعد ہو ہر اک آشنا سی ہم

ق

کہلاتے ہین خضر یہ بیابان کے راہزن
سو بار داؤ کھا چکے ہین رہنما سے ہم

پھر جب خضر ملا تو نظر آئی راہ راست
باتین ہی کرتے کرتے ملے مدعا سے ہم

آئینہ نگاہ ہے پیش نظر کہان
بیٹھے ہین چار چشم ہو شان خدا سی ہم

وہ اور ہی جہان ہے جہان ہم ہین اے وطن
واقف نہین ہنوز فنا اور بقا سے ہم

ردیف نا

وصل میں دیدہ میرا محوِ لقا ہے میں نہیں
روبرو آئینہ رو کے آئینہ ہے میں نہیں

مٹ گیا آئینۂ دل سے جو زنگارِ خودی
کھل گئی قلعی کہ یہہ شانِ خدا ہی میں نہیں

عالمِ بعدِ مجرد میں رہا کرتا ہوں میں
دیکھنے کو خلق میں قالب میرا ہے میں نہیں

گو ہوں میں بھی مظہرِ ذات و صفاتِ کبریا
ذہن میں خلقت کی دھوکا ہو رہا ہی میں نہیں

آنکھ میں اہلِ بصیرت کے سما سکتا ہوں کب
آئینہ میں دید کے شانِ صفا ہی میں نہیں

حق شناسو حق میرے [illegible] گوئی سے آگاہ ہے
حق ہی گویا حق ہی شنوا حق ہے بینا میں نہیں

اک معما عارفو سمجھو [illegible] تا ہوں میں
میرے ہی دم سے دو عالم بن رہا ہے میں نہیں

اک دم سے ہی میرے [illegible] دوسرا
پر نظر میں دوسرا کے دوسرا ہے میں نہیں

صاحبی حسنِ ازل سے دیں [illegible] سے ملے
خود بخود عشقِ ابد بندہ بنا ہی میں نہیں

آنکھ کا پردا اوٹھا [illegible] نکھ دلوائے مردمو
حق وطن کی آنکھ [illegible] جلوہ نما ہی میں نہیں

آئینۂ نظر کو میں روبرو رکھتا ہوں
جو [illegible] تا ہے مجھکو میں اوسکو دیکھتا ہوں

ابرِ خودی سے تاباں ہی آفتابِ وحدت
گویا [illegible] ذرہ ذرہ بیخود ہو میں خدا ہوں

انجان ہوں جہان سی ہمدم ہوں جانِ جاں سے
جو مجھکو [illegible] ہے میں اوس کو جانتا ہوں

اک قطرۂ حبابی میرا ہے ہر دو عالم
موجِ فنا سے [illegible] اقت میں قلزم بقا ہوں

جھگڑے میں کفر و دین کی رستے میں شیخ راہب
سمجھا نہ ایک نے بھی ہر دو کا مدعا ہوں

ہے دل نشین دل میں یاد اوس کے دلنشیں میں
میں آئینہ میں ہوں یا آئینہ دیکھتا ہوں

بے حرف و صوت باتیں کرتی ہیں آپ مجھ سی
بے گوش و ہوش میں ہی خاموش میں سنتا ہوں

غیب و شہود دونو ہیں جلوہ گاہ میرے
میں آپ ہی خلا ہوں میں آپ ہی ملا ہوں

اپنے مین آپ ہی مین رہتا ہون گم ہمیشہ
دونو مکان دیکھا آپ ہی ہین جلوہ فرما
مین آپ راہ رو ہون مین آپ پلستا ہون
بت خانہ مین رہا ہون کعبہ مین بھی گیا ہون

کہتے ہین اہل عالم عالم مین ہون وطن مین
دیکھا نہ اک نے مجھکو عالم بن آرہا ہون

سوچو تو مجھے زنگ تعلق سے صفا ہون
صورت کی صفت آئینہ مین جلوہ نما ہون
یا ورنہ کرون تیرے سخن کو کبھی واعظ
پھر رہ رو مقصود کا ٹھہرا ہون مین حاصل
اک آیہ نحن کو نہ تحقیق کیا شیخ
نظرون مین ہر اک شخص کی ذرہ ہون ولیکن
روشن ہے میرے دم ہی سے ایوان دو عالم
اقلیم حقیقت مین لقب شاہ ہے میرا
دیکھو تو مجھے آئینہ شان خدا ہون
قالب مین ہون مین پر کئی قالب سے جدا ہون
دیکھا تو نہین حق کو یہ کہتا ہی سنا ہون
رہبر ہے اگر خضر مین دریا سے بقا ہون
کہتا ہے پھر اس منہ پہ کہ قرآن پڑھا ہون
ہر ذرہ مین سورج کی طرح جلوہ نما ہون
بت خانہ مین ناقوس ہون کعبہ مین دیا ہون
ظاہر کو میرے دیکھتے ہو مثل گدا ہون

سمجھو اسے وطن آئینہ خانہ ہے دو عالم
جس آئینہ مین دیکھئے مین جلوہ نما ہون

کہتا ہے خودی سے میرے خدا تو اور نہین مین اور نہین
تو فی ہے میرے مین تیری صدا تو اور نہین مین اور نہین
ہستی جو تیری ہے میری ہستی جو میری ہے تیری ہے

تو عکس ہے میں ہوں شخص ترا تو اور نہیں میں اور نہیں

ہوں میں ہی سیاہی اور خامہ ہستی ہے تری اک نقطہ نما
تو اسم مسمیٰ میں ہوں تیرا تو اور نہیں میں اور نہیں

میں سمع ہوں اور تو شنوا ہے میں نطق ہوں اور تو گویا ہے
میں عشق ترا تو حسن میرا تو اور نہیں میں اور نہیں

جو دم ہے ترا ہمدم ہے میرا جو دل ہے ترا وہ گھر ہے میرا
جو سر ہے ترا وہ سر ہے میرا تو اور نہیں میں اور نہیں

جب آپ کو میں نے دیکھ لیا چرچا یہ ہوا تو پیدا ہوا
دھوکا ہے فقط یہ ما و شما تو اور نہیں میں اور نہیں

معنی جو تری ہے شان مری صورت جو میری ہی جان تری
باطن جو ترا ظاہر ہے میرا تو اور نہیں میں اور نہیں

میں تخم ترا تو نخل میرا میں گل ہوں ترا تو پھل ہے میرا
میں کل ہوں ترا تو جزو میرا تو اور نہیں میں اور نہیں

وہ واو فقط ہے وہم ترا کر دور الف سارا ست ہوا
ہے تیری خودی ہی شان خدا تو اور نہیں میں اور نہیں

کہتا ہے جو تو میں ہوں صدا کہتا ہی جو تو دھوکا ہے ترا
نسبت کو انا کی تاڑ خود آ تو اور نہیں میں اور نہیں

ہے آئینہ خانہ ہر دوسرا ہے سب میں نمایاں عکس ترا
سنتا ہوں وطن ہر شی سے صدا تو اور نہیں میں اور نہیں

کسی نے بھی یہ ماہیت نہیں سمجھی کہ میں کیا ہوں
ہی ادنے بلبلا کوئی مکان جسکا وہ دریا ہوں

ظہور حسن و عشق ہر دو عالم مجھہ سی پیدا ہے
نہ سمجھے اہل معنی کے سوا مجھکو کوئی ہرگز
گمان ہر ہر نفس پر ہے نسیم نو بہاری کا
سما ایسا بندہا آئینہ رو تیرے تصور مین
ہوا عالم ہے ہست و نیست کا یکسان مری حقبین
کدورت کے سبب شان صفاہی میں در پردہ
نگاہ غور سے دیکھی کسی نے بہی شکل اپنی

مین خود مجنونکی صورت ہون مین ہی خود تصویر لیلیٰ ہون
نمایان دفتر ایجاد مین مشکل معما ہون
برنگ بو گلستان جہان مین اک شگوفہ ہون
تنکی سے ہے مجھکو حیرت اور مین حیر تکو تکتا ہون
ہون بحر محویت مین غرق مرتا ہون نہ جیتا ہون
ہون آئینہ مگر اندہون کی محلس مین ہویدا ہون
یہ کس منہ سے ہر اک مردم کہو ہی مین بہی بینا ہون

پتا ملنا مرا مشکل ہے کچھ لامکان مین بھی
کبھی برسون مین اک ساعت وطن اپنے مین آتا ہون

نظر سے کب ہی باہر اپنے دیدار معین الدین
ہمارے چشم حق بین مین ہے دربار معین الدین
کلام انقطاع حرف حق کے ہین سماعت ہین
جو سنتا ہون مین گوش جان سے گفتار معین الدین
میسر حضرت ستار سے ہے مجھکو یہہ خلعت
جو دم بھر ٹوٹنے پاتا نہین تار معین الدین
نہ دیکھا آپ کو عالم مین عالم آپ مین دیکھا
ہوا ہے جب سے حاصل مجھکو اسرار معین الدین
مجھے ہے ہم کلامی بیزبان بیدہان حق سے
سمجھہ مین آ گئی ہے میرے تکرار معین الدین

مشرف کیون نہ ہم ہردم رہینگے فیض خدمت سے
ہمارا سینۂ بےکینہ ہے دار معین الدین

ہین دوکان دار اس کے خواجگان چشت عالم مین
قیامت تک رہے گا گرم بازار معین الدین

یہی ہوتا ہے القا مجھکو حق سے کہہ تو عالم کو
جو دیدار خدا ہے ہے وہ دیدار معین الدین

وطن کیا شکر ہو مجھ سے ادا ستار کا میرے
جو ہے مجھ پر ردا ہے عکس دیوار معین الدین

نہ بندہ ہون کسی کا نے خدا ہون
انہین دو کا مگر مین مدعا ہون

ہوا عاشق تو دیکھا حسن اپنا
مین اپنی شان کا خود آئینہ ہون

جہان ڈوبے ہے جا منصور حلاج
اوسی دریا کا مین بھی آشنا ہون

شرارت مجھ سے پروانون نے سیکھی
دیئے کو داغ بھی مین نے دیا ہون

نہ مرنا یاد ہے مجھ کو نہ جینا
نہی سیرت نہی صورت نما ہون

نمودی سے ہے میری شان
سے گہے صورت ہون گاہے آئینہ ہون

دوعالم مجھ مین دیکھے اپنا عالم
کہ مین دونون جہان کا سامنا ہون

ہون اپنی شان کا مین آپ موجد
مین خود نقاش خود خاکا بنا ہون

وطن صاحب کرون کس رخ مین سجدہ
مرے صاحب کو ہر سو دیکھتا ہون

بسان مردم دیدہ عیان ہون — ہون آنکھون مین پہ نظرونسے نہان ہون

ہے ماہیت میری تقدیر وتدبیر — مین خود گرداب خود آب روان ہون

جہان کی سیر ہے نظارہ میرا — جہان تشریح ہے مین چیستان ہون

پتنگ اور شمع جلتے ہین میرے پر — جو حسن وعشق کے مین درمیان ہون

ہوئی ہے میرے آگے زال دنیا — ہون دیرینہ ولیکن نوجوان ہون

ہے میری نطق سے آفاق گویا۔ — دہان خلق مین گویا زبان ہون۔

پڑہا ہون دفتر ایجاد عالم — کتاب لفظ کن کا نکتہ دان ہون

مرے ہی دم سے روشن ہی خدائی — جہان فانوس ہے مین شمع جان ہون

ظہور خلق ہین میرے خیالات — زمین دل ہے میرا مین آسمان ہون

نہ کعبہ ہون نہ بت خانہ وطن مین
خیالات دو عالم کا مکان ہون

ق

قالب مین جان جان سے اک جا نجا نہین — پایا مکان مین نے میر الامکان مین

ہین آپ ہی آپ سے مطلق ہین بیخبر — دیکھے تماشے ہم نے ہی کیا کیا جہان مین

کرتا ہون سیر آپ مین غیب وشہود کے — بستے ہین کیسے کیسے جہان میری جان مین

موجد ہون مین ہی مسئلۂ جبر وقدر کا — ہے شان عبد ورب کی عیان میری شان مین

کچہہ اور ہو رہا ہے مرا حال اندنون — معلوم کچہہ نہین کہ مین ہون کس گمان مین

ہوتا ہون اپنی دید کو گہہ شخص گاہ عکس — بنتا ہون گاہے آئینہ مین گاہ میان مین

بیٹھے ہی بیٹھے آپ سے جاتے ہین ہم گذر
موجود لامکان وطن سے مکان مین

قاصر ہے فہم و فکر جو تفہیم ذات میں
پاتے نہیں ہیں اپنے سوا ہر صفات میں
یہ لن ترانی ہم سے نہ ہو اور سے رہے
پائیں نہ کیوں خدا کو نہ ہو نجیں متقاضر کو
گذرے خودی سے ہو گئے ہیں دیدار یار کے
ثابت ہے میرے دم سے دم حق ہر ایک دم
مجبور رخ صنم ہیں برے جسم و جان سے
ہمشکل عبد و رب ہیں تعین کا ہو حساب
ہو جائے ہو جہان بھی ہو ہو ہو چار سو
شان خدا منات میں جلوہ نما ہے دیکھ
ہے قرب حق سے مجھکو گدائی میں سلطنت

ہم دیکھتے ہیں آ [illegible] ہر صفات میں
ہے نفی کا نشانہ [illegible] اثبات میں
پہچانتے ہیں ہم [illegible] ایک ایک بات میں
ہاتھ اپنا ہم [illegible] سی ہے کے ہاتھ میں
رہتے ہیں آ [illegible] و صوم و صلوٰت میں
بندہ بنا رکھا [illegible] ائی کو بات میں
ہم فرق جا [illegible] بت سوت و حیات میں
نقطہ کا فرق [illegible] ہیں جون منات میں
چل جائے [illegible] میری و صف ذات میں
اے [illegible] کی بے کولات میں
رکھتا ہوں [illegible] دولت دیدار ہات میں

شکر خدا کہ مل گئے رہبر [illegible] سے
ہم گم گئے تھے آپ وطن کی کائنات میں

ہوں روبرو جو آپ کے مطلق فنا ہوں میں
جو دیکھتا ہے مجھکو وہ پاتا ہے آپ کو
مجھکو وصال سر خفی اخفی سے ہے
آٹھوں پہر ہوں صورت آئینہ روبرو
بندہ ہوں نے خدا ہوں نہ نیست ہوں نہ ہیں
صورت ہے عشق و حسن کی آئینہ دیکھئے

صورت ہیں آپ عکس ہیں آپ آئینہ ہوں میں
رخسار پر جناب کے پردہ ہوا ہوں میں
تن سے جلا سے جان سے دل سے جدا ہوں میں
منہ دیکھنے کو آپ کا پیدا ہوا ہوں میں
حیرت کدہ میں صورت نقشہ بنا ہوں میں
صاحب بنی ہیں آپ تو بندہ بنا ہوں میں

غافل نہ جان مجھکو کسی حال مین وطنؔ
کب چپ نہین ہون بات کوئی سن رہا ہون مین

ہون سب کچھ مین پھر کچھ نہین ہوا ہون
مین حیرت زدہ صورت آئینہ ہون
مکان ہے مرا دیدۂ دو جہان مین
مگر صورت مردمک پھر رہا ہون۔
ہوا آشنا جب سے مین اپنے دم کا
اُسی دم سے مین دم بخود ہو رہا ہون
یہہ صورت بنی وصلِ آئینہ رو مین
کہ مین آپ ہی آئینہ بن گیا ہون۔
تصور مین اپنے ہون مین آپ حیران
سمجھتا نہین مین کہ کیا دیکھتا ہون
نہین دوسرا دوسرا مین ہے مجھ سا
جو دیکھو تو مین آپ ہی دوسرا ہون
دوئی جسکے دل سے مٹے وہ ہی سمجھے
کہ مین کس طرح ایک کا دو ہوا ہون
نہ سمجھے کوئی قال اشعار میرے
سراسر میرا حال مین کہہ رہا ہون

نظر جس پہ عالم کی پڑ ہتی نہین ہے
وطنؔ اس کو مین آنکھہ مین دیکھتا ہون

خاک پا شوخ ہمین کرکے عطا کہتی ہین
دید بازو اسے آنکھون کی دوا کہتے ہین
دیکھین چشم و لب جانان تو خبر ہو سکو
زیست کہتے ہین اسے اسکو قضا کہتے ہین
ہر سحر مین جو دم سرد بھرا کرتا ہون
سب ہوا خواہ اسے باد صبا کہتے ہین
چال کھوٹی ہے چراتے ہین ہر اک کی آنکھین
سادہ بن بن کے پھر اپنے کو کھرا کہتے ہین
خال و عارض پہ ترے جن کا جگر پھنتا ہے
اخگر انجم کو وہ سورج کو توا کہتے ہین
پھرتے رہتے ہین مری آنکھہ مین وہ در پردہ
دیدہ کہتے ہین اسے اس کو حیا کہتے ہین

اتنی تمیز نہیں ہے کسی آدم کو یہاں
دل کو بھی لیکے ہتیلی میں ملے ہیں شاید
جان آجاتی ہے دم بھر میں لبون تک بوسہ
طبع نازک ہو بیاں رشک چمن کی کس سے
خود شناسی میں کسے یاد ہے الٹی سیدہی

بندہ کہتے ہیں [illegible] کو خدا کہتے ہیں
دل ربا اس [illegible] رنگ حنا کہتے ہیں
اس سے لئے [illegible] سے وار شفا کہتے ہیں
پہول [illegible] تو کیا شور مچا کہتے ہیں
ہم تو [illegible] پر بھی انا کہتے ہیں

طاق ہیں قصر عبادت میں وہی لوگ وطن
طاق ابرو کو جو محراب دعا کہتے ہیں

زہے عزوزہے فخر وخہے شان وخہے تمکین
معین الدین معین الدین معین الدین معین الدین
بہار گلشن القان فضل سے روضۂ عرفان
معین الدین معین الدین معین الدین معین الدین
حبیب ایزد سبحان طبیب درد مشتاقان
معین الدین معین الدین معین الدین معین الدین
بہائے گوہر خوبی فروغ شمع محبوبی
معین الدین معین الدین معین الدین معین الدین
ترا خوانم ترا خواہم ترا دانم ترا دارم
معین الدین معین الدین معین الدین معین الدین
ترا دیدم ترا دیدم جمال مصطفیٰ دیدم
معین الدین معین الدین معین الدین معین الدین

ترا دیدم ترا دیدم سے علے مرتضے دیدم –
معین الدین معین الدین معین الدین معین الدین

ترا دیدم ترا دیدم حسن را آئینہ دیدم
معین الدین معین الدین معین الدین معین الدین

ترا دیدم ترا دیدم شہید کربلا دیدم –
معین الدین معین الدین معین الدین معین الدین

ترا دیدم ترا دیدم یقین کل انبیا دیدم –
معین الدین معین الدین معین الدین معین الدین

ترا دیدم ترا دیدم جمال اولیا دیدم –
معین الدین معین الدین معین الدین معین الدین

وطن چون سایہ ات دایم بزیر پاے تو قایم
معین الدین معین الدین معین الدین معین الدین

جب غیر نظر سے دور ہوا اور پائی صفائی نینن مین
تب شان خدا کی آئی نظر ین سبکے خدائی نینن مین

نے دیر مین ہم نے تجھ سے ملا نے بھول کی ہم نے کعبہ گیا
جب اہل نظر سے آنکھ لڑی تب رمز گویائی نینن مین

معراج اگر ہونا ہے تجھے اور حق سے اگر ملنا ہے تجھے
تو تار نظر کو زینہ بنا اور کرلے رسائی نینن مین –

کثرت تو جسے سمجھا ہے یہان وحدت ہے وہی تو دیکھ عیان

کہتے ہین جدا دیکھنے کو پائی [illegible] نینن مین
وہ مجھ سے جو پوچھا آؤن کہان اور آپ کو تجھ مین پاؤن کہان
تب دل کی صفا نے بہت ... جانان کو بلائی نینن مین

تو مجھکو نظر سے اپنے چھپا اے گی تقریب [illegible]
مکنون ہے پرائی نینن مین تجھ سے بہلائی نینن مین
پڑتی ہے نظر جس شئے پہ مری آتا ہے نظر مین [illegible]

امید مری اے اہل نظر خالق سے
آتا ہی نہین ہے کوئی نظر بجز حق کے ہمین اب جلوہ گر
پھیری ہے حجاب عشق نے خود ہمت سے دہائی نینن مین

کونین ہے تیرے پیش نظر پہ تجھکو کوئی دیکھا نہ بشر
ہر شان سے تو نے دیدہ نشین صورت جو چھپائی نینن مین

نے ذکر خدا نے فکر خودی سے غیر نہ اپنی یاد رہی
اک دیدہ نشین کی دید وطن بستر ہے جمائی نینن مین

ڈھونڈا مین وطن گو ہر دوسرا پر مجھکو کہین بند نہ ملا
کیا شان خدا کی شکر خدا بے پردہ سمائی نینت مین

ردیف واو

آنکھہ ہو تو اوٹھا آنکھہ کا پردا دیکھو
مین ہی آتا ہون نظر روبرو میرے ہر پل

آنکھہ ہی دیدہ نشین کا ہے جو ہر کا دیکھو
دوسرا مجھکو ہوا آئینہ خانہ دیکھو۔

ایک دن بھی نہ کیا غور کہ مسجود ہے کون
آپ مین مجھ مین جو لستیت ہے نظر آتی ہے
شانِ حق خلق مین بے پردہ نمایان ہے مگر
ایک کو بھی نظر آتی نہین اپنی صورت

شیخ صاحب کا عبث سر کو جھکانا دیکھو
آئینہ لیکے ذرا آپ مُنہ اپنا دیکھو
میری آنکھون سے کسی نے نہین دیکھا دیکھو
دیکھنے کو ہے یہان ہر کوئی بینا دیکھو

لنگ ہو خضر نہ کیون وادیِ الفت مین وطن
جان سے کو بچہ جانان مین ہے جانا دیکھو۔

نہ تو کعبہ نہ تو بیت خانہ خوش آیا مجھکو
کیا عجب ہے کسی قالب سے جو مین ہو جاؤن
بند کرتا ہون جو مین آنکھہ تجھی پاتا ہون
آئینہ روئے صفا کو ترے کیونکر نہ کہون
تو ملا جب سے مجھے میرا پتا پھر نہ ملا
ایک دم بھی نہین مین تجھ سے پرے رہتا ہون

تو نظر آیا جو مین نے نظر آیا مجھکو
آپ مین تیرے تصور نے بسایا مجھکو
شوق دیدار نے رویا مین جگایا مجھکو
تجھکو دیکھا جو کہا مین نظر آیا مجھکو
گو جو سون نے مرے برسون ہی ہو ڈھونڈا مجھکو
کیون نہ ہمسایہ پکارے تیرا سایہ مجھکو

پردۂ عشق مین ہے حسن مری شان وطن
ہے یہہ افسوس کہ تو نے نہین جانا مجھکو۔

جب سے مین تجھ سے ملا ہون تنانا ہا یا ہو
اہل معنی مرے مطلب کو یہہ سمجھے کب ہین
سچ مین غافل عاقل ہین مرے سرگردان

ہو بہو تو ہی ہوا ہون تنانا ہا یا ہو
مین فنا ہون نہ بقا ہون تنانا ہا یا ہو
مین نہ ظاہر نہ چھپا ہون تنانا ہا یا ہو

کفر اور دین سے مجھے عشق نے آزاد کیا
مین نہ بت ہون نہ خدا [illegible] تنانا ہا یا ہو

روبرو دیکھے ترے ہاتھ مجھکو تجھے دکھلایا
آئینہ تیرا بنا ہون [illegible] تنانا ہا یا ہو

سیر ہے گلشن مطلق کی مجھے آٹھ پہر
قید ہستی سے رہا [illegible] تنانا ہا یا ہو

غیر آئے نہ مرے روبرو جز حسن کبھی
صورت عشق بنا ہوا [illegible] تنانا ہا یا ہو

بیخودی کہتی ہے یون مجھسے خود آگی ہمدم
مین خودی ہون نہ خدا [illegible] تنانا ہا یا ہو

ہر نفس مجھ سے ہویدا ہے نیا اک عالم
مین نہ عالم سے [illegible] تنانا ہا یا ہو

غیر حق دم سے مرے [illegible]
چشمہ بحر صفا ہون تنانا ہا یا ہو

ردیف ہا

کہئے نہ دل خلیل دو عالم کی جا ہے یہہ
صورت نما ہے آئینہ مدعا ہے یہہ

کچھ ہوش رکھ کے آپ سے ہوجا نہ بیخبر
دنیا مین زیست کہتی ہین اسکو قضا ہے یہہ

پھرتا ہون آہ سرد کہان جگر پہ داغ
وہ گلستان عشق ہے اسکی ہوا ہے یہہ

پوچھو تو کائنات سے ہے آدم کی آب و گل
سجدہ کرین ملک اسے شان خدا ہے یہہ

حاصل نہین ہے صحن حرم جہاڑ نیسے شیخ
دل صاف رکھ کہ آئینہ حق نما ہے یہہ

رہتا گذر کے آپ سے محو جمال حق
راہ فنا ہی ہے مقام بقا ہے یہہ

واقف نہین سر جانسے کرین کیون نہ قدر جسم
دریا کی نیر جس مین ہے وہ بلبلا ہے یہہ

تار زیست اپنے دل شکنی کا نہ رکھ خیال
بگڑے ہین کائنات کی جب بنا ہے یہہ

کہتے ہین مجھکو دیکھ وطن واصلان حق

حق دیکھیے تو آئینہ حق نما ہے یہہ۔

ردیف یا

یہی افواہ اکثر شہر خاموشون مین رہتا ہے۔
جو مردہ ہے وہ زندہ ہے جو گپ چپ ہے وہ گویا ہے
ہمیشہ گھر مین ہے اک جان عالم انجمن آرا۔
مرے دالان کی کرسی بعینہٖ عرش اعلےٰ ہے
کنارہ ہے اجل گرداب الفت موج ہے خلقت
سنبھالے معانی دُر ہین میری ذات دریا ہے
سمجھتا ہے مجھے عالم نہ غیر حق نہ عین حق
کوئی کہتا ہے یہہ اک حق و ناحق کا معما ہے
گذر کر این و آن سے بے جہت ہو محو نظارہ
عیان اک بے جہت ہر ہر جہت مین جلوہ آرا ہے
حیات و موت کا عالم ہے عالم کے لئے پیدا
مرا عالم جہان مین جب سے ہون جیسے کا ویسا ہے

وطن ہر بے خبر کہتا ہے واصل آپکو کیونکر
وصال حق سے آگے لاکھہ دم مرکے جینا ہے

عشق کے مکتب مین جو ہے مبتدی استاد ہے
ہر بشر شکل کتاب عالم ایجاد ہے

وہ جو ہین اہل سکھین جمع خاطر کے علوم
ہین وہ جن کو بھول جانا یاد ہے

گفتگو موقوف ہے اب وید بازی سے فقط
منہ نہین ہے کہنے کو لیکن خاطر جان شاد ہے

ہون سماعت سے نہ کیونکر گوش کان معرفت
ہر صدا ہے عالم امکان در ارشاد ہے

نفی اور اثبات کے کلمے سنا ہی سے کیجئے
بھول جانا آپ ہی کو بہہ خدا کی یاد ہے

اک دن ہونا اگر ہے خاک تم کو غافلو
ما سوا اللہ جو تمہارا فعل ہے برباد ہے

ہر سحر ہے حشر ہر شب ہے قیامت اے وطن
ہر نفس نظرون مین اک عالم نیا ایجاد ہے

دیدہ تو دیکھو تم ہنر اشکبار کے
پانی بنا کے چھوڑے جگر کو بہار کے

جوہر عیان ہین گوہر دندان یار کے
سوراخ ہین جگر مین در شاہوار کے

چکرا کے اس گلی سے مری لاش لیجیو
ورنہ رہے گا بوجھ مرا سر پہ یار کے

اوڑتی ہین بلبلے جنہین کہتے ہین جھرمہ
امواج بحر حسن رخ تابدار کے

اک دن بچیان نہ دامن صحرا کی اوڑ گئین
سر توڑے آبلون نے بھی وحشت مین خار کے

برگون سے بدلے دیجیے سوسن کی ہان مجھے
دم چھوڑتا ہون مین کسی تیغہ پہ دار کے

کھلتے ہین درمیان سے سب پیچ اک بیک
رکھہ دیجے پاس پار پہ پگڑی اتار کے

پہونچے نہ ہاتھہ تا کسی موذی کا زلف تک
لٹکا دو اپنے در پہ کوئی سانپ مار کے

ماتم سرہانے ہے تو خبر کچھہ نہین او نہین
کہتے جو تھے کہ باتین نہ کیجے پکار کے

کس رشک گل پہ بھی ہے بدن مین قبا سرخ
کانٹے کھٹک رہے ہین جگر مین بہار کے

چلنے کی دیر تھی کہ لپٹ شہر گین گئین
جوہر نیام مین ہوئی تیغ کی دہار کے

آنکھین لڑائین گر مرے آنسو سی شرط ہے
موتی بھی کان اپنے پکڑ لین گے یار کے

پہنا سے یہاں کفن بھی سوئے گور لے چلے
منصوبہ آپ کر رہے ہین کیا سنگار کے

جلوہ کو زلف و رخ کی نہ ہاتھہ انکی آنے دو
پاؤن تو توڑ ئے ابھی لیل و نہار کے

رشتہ نہ کیون کفن کو ہو کمل سیہ اے وطن
ہم مر گئے ہین تار ہین گیسوئے تار کے

بندہ بنے کبھی کبھی محو خدا ہوئے
دریا بنے کبھی تو کبھی بلبلا ہوئے

گپ چپ تھے جب تو ایک تھی ہاؤ شما ہم
اک بات تھی جو کرتے ہی ہم تم جدا ہوئے

عالم تمام مردم دیدہ نظر پڑا
جب آ گئے چشم غور کے ہم آئینہ ہوئے

سب دیکھتے ہین پر کوئی پہچانتا نہین
آئینہ طلسم مین ہم رونما ہوئے

ادہم بنے کبھی تو کبھی بن گئے فضیل
اک دل مین درد ہو رہے اک جادوا ہوئے

رسم نیاز و ناز ہمارے ہی دم سے ہے
مطلب روا کہین کہین دست دعا ہوئے

کہلائے حسن وہ تو بنے ہم بھی شان عشق
صورت سے بنے کوئی تو کوئی آئینہ ہوئے

کرتے ہین ہم کو سجدے ملایک بصد ادب
جرأت سے ہم جو حامل بار انا ہوئے

دفتر ہوئے ملا کین جو نقطہ خطا مین تھے
تھے ابتدا کہین تو کہین انتہا ہوئے

عالم بھی ہین فریس ہین شیخ زبان ہین آپ
سمجھا تھا اب تلک بھی کہ ہم کیا تھی کیا ہوئے

دکھلا رہے ہین راستہ حق کا جو خلق کو
سالک وطن کبھی تھے کبھی رہنما ہوئے

جھکا گردن جو والسجد واقترب کا راز پاتا ہے
سر گاو زمین ہی پایۂ عرش معلا ہے

سماجب سے بند ہا ہے دل نشیں تیرے تصور کا
کوئی دم بھی نہیں سینہ میں دم میرا سماتا ہے

اگر طالب خدا کا ہے بے خودی کو بے خودی مین پا
اسی ظلمات مین آب بقا کا دیکھہ چشمہ ہے

کوئی سمجھے نہ سمجھے اک لطیفہ مین بھی کہتا ہون
جو اندھا ہے وہ بینا ہے جو بھولا ہے وہ سمجھا ہے

جہان مصحف ہے معنی مین ہون سورۃ صورت انسان
سمجھتا ہے جو وہ اخلاص کی منزل پہ آیا ہے

میان عبد و رب حایل ہے اک پردہ تعین کا
جو دریا ہے وہ قطرہ ہے جو قطرہ ہے وہ دریا ہے

وطن حق شخص ہی مین عکس ہون آئینۂ دل مین
مین حق کا ہون تماشہ اور حق میرا تماشا ہے

قبلۂ من آ کے پہونچے کوئی مت دور ہے
جب سے ہی پیش نظر آئینہ رمز اینما
ایک دم مین لامکان تک جا کے آجاتا ہون مین
چونہ دیکھے حضرت آدم کو غیر مشت گل
طرہ اور جبہ پہ اپنے سر اوٹھا منعم نہ تو
چشم حق مین ہو تو مملو ہے تجلی سے جہان
ثم وجہ اللہ کا سر جب سے مجھ پر کہل گیا

لامکان نزدیک ہی پر کعبہ دل دور ہے
پردہ میری آنکھہ پر تیرا رخ پرنور ہے
آسمان کو لوگ کہتے ہین نہایت دور ہے
مردہ اوس کی جان ہے اور چشم اسکا کور ہے
ٹہوکرون مین رہرو نکے افسر فغفور ہے
جو نظر آتا ہے پتھر راستہ مین طور ہے
تب سے نظرون مین سلیمان میرا اک مور ہے

امتیاز قرب بعد یار سے غافل نہ رہ — ہے ترے نزدیک جیسا اُس قدر وہ دور ہے

تو ہی ہے اغیار تو ہی یار ہے تیرا وطن
تو ہی ہے نزدیک تیرے تو ہی تجھہ سے دور ہے

وصل کا پیغام لے مجھہ تک اجل آنیکو ہے — جان استقبال جاناں کے لیے جانیکو ہے
اوس بت کرسی نشین کا دیکھہ جلوہ بام پر — حامل عرش برین غش کہا کے گر جانیکو ہے
ساجد و مسجود مین کیا فرق ہی پایا نہین — شیخ طاعت آپکی خلقت کی دکھلانیکو ہے
جان دی جس نے وہ جانا وصل جاناں کا مزا — شمع کا جو راز ہے معلوم پروانے کو ہے
ہوگیا اکسیر سونا مجھہ کو سیمین تن کے ساتھہ — غیر ہے سو روپے مسمار مر جانیکو ہے
آپ کی صورت ہی یا حیرت ہی میرے روبرو — دیدہ میرا آپ کا آئینہ بن جانے کو ہے
نعمت دیدار حق حصہ مین تیرے ہے کہان — شیخ جی جنت کے میوہ جی ترا کہانیکو ہے
بار خاطر ہے تری دانائی خود رفتہ ہو چل — بارگاہ کبریا مین بار دیوانے کو ہے
کفر ہے جس جا وہان ایمان آتا ہے نظر — رشتہ کچھہ زنار سے تسبیح کے دانہ کو ہے

کیا فضا ہے کوئی جاناں مین نہین جانا کوئی
تن جو قاصر ہے وطن کا جانبے جانیکو ہے

مین آئینہ ہون شخص اور عکس تو ہے — مین غائب ہون تو تیرے ہی روبرو ہے
مین آئینہ ہون شخص اور عکس تو ہے — مین گپ چپ ہون تجھہ ہی سے گفتگو ہے
وہ ہے کون سا دل نہین جسمین تو ہے — وہ ہے کونسا گل نہین جس مین بو ہے

سراپا ہے میرا ہو اللہ سے مملو — نظر ہو ہے دل ہو ہی جان ہو ہاں ہی ہو ہے
ہوا وصل جب آگیا یون سمجھہ مین — نہین تو ہے مین ہون نہین مین ہون تو ہے
یہی آرزو ہے کہون طالبون سے — کہ مطلوب ہی صورت آرزو ہے
نہ انجان جان سخن جان کر ہو — توجہ جس پہ دیتا ہے سو جان تو ہے
کہ ہر سر جھکاؤن سو فرماؤ قبلہ — تمہارا تو جلوہ عیان چار سو ہے
وہ مجھہ مین ہے حاضر مین اسمین ہون غائب — نہان بو مین گل ہے عیان گل مین بو ہے

وطن حشر مین کس کو دیکھون مین جا کر
مرا یار ہر پل مرے روبرو ہے -

کی ہے گھایل دل کو میرے تو رخ پر نور کی — ہے چراغ طور اک یہی مرے ناسور کی
کعبہ دل مین مکین لامکان کی دید ہے — سیر گھر بیٹھے نظر آتی ہے مجھکو دور کی
بد دماغی تاج شاہی پر کبھی منعم نہ کر — زیر پا ہر شخص کے ہی کھوپری فغفور کی
سر کیا کیسی مہم الحق رہا ثابت قدم — دار مین ہو کیون نہ صوت سرخ رو منصور کی
جیتے جی مر کر ہوا ہون زندہ جاوید مین — انتظاری مردہ دل کھینچین صدائے صور کی
کی فرشتون نے مین باتین کیا ہی کیفیت کے　ق — گور مین یہی مست رکھی یاد اک مخمور کی
وہ کہے حق کون ہی مین نے کہا ہی میرا نام — وہ سے کہے جب قرب کی سمجھایا اون کو دور کی

خاک ساری مین وطن حاصل ہی مجھکو سلطنت
ہے مجھے تخت سلیمان چھاؤن پائے مور کی

ظہور آدم خاکی سراسر شکل عبرت ہے — دو عالم جسپہ مرتا ہی سو وہ مہری [illegible]

کبھی اپنی صفت مین محو گا ہے ذاتمین گم ہین
کبھی خلوتمین محفل ہے کبھی محفل مین خلوت ہے

بری ہے شانِ حق عالم سے عالم حق سے ہی غافل
نہ صورت مین ہے آئینہ نہ آئینہ مین صورت ہے

موا جو جیتے جی مین فکر جسم و جان سے گذرا۔
نہ جینا مجھکو راحت ہے نہ مرنا مجھکو محنت ہے

اصول دید اک دیدہ نشین کا یون سمجھ آیا۔
کوئی تارِ نظر مین گوہرِ دریاے حیرت ہے

نہ داخل ہون مین عالم مین نہ خارج ہون مین عالم سے
مرا عالم جہان کی چشم مین شکل بصارت ہے

رہا کرتا ہون خوش مین اسلئے ہی آپ اپنے سے
وطن مجھہ مین ہے میرے دل نشین سے مجھکو خلوت ہے

مقام وصل مین سوچو تو اللہ ہے نہ بندہ ہے
بیان تم سے کرون کیا مین کہ میرے دل مین کیا کیا ہے
غنیمت دم کی انست کو [illegible] سمجھون دو عالم میز
مرے جی مین ہے پوچھون رکھکی قرآن شیخ کے آگے
کسی پردہ نشین سے ہم کلامی ہے یہ در پردہ
جہان چاہے وہان [illegible] نہ عالم سے

فقط اک نام کی ہی قید قطرہ ہے نہ دریا ہے
نئی باتین نئی گہاتین نیا ہر دم تماشا ہے
کہ ہر عالم مین مجھکو اک نیا عالم دکہاتا ہی
زبان مطلق نہین حق کو تو پھر یہ کیون گویا ہے
سخن باریک ہی اسجای مجہ سے مجھکو پردہ ہے
دلِ صافی مکان دیدہ ترا دیوانخانہ ہے

وطن مردون کی محفل مین نہین اک طالب مولی
کسی کو حب دنیا ہے کسی کو فکر عقبا ہے

وہی صورت وہی خود آئینہ سے ہے
ملا جس کو کسی گل کا پتا ہے
تفاوت کہئیے اون دونوین کیا ہے
کہان مرتے ہین مرنے والے حق پر
کیا جو چاہِ دنیا سے کنارہ
وصالِ جانِ جان ہے جان جانا۔
خدا کہتے ہین جس کو ہے معمّا
یہ سب باتین ہین سنتے ہین ولیکن
کوئی آئینہ رو آئینہ بنکر۔

ق

نظر یان دید مین حیرت زدا ہے
وہی اس باغ مین پھولا پھلا ہے
خدا دریا ہے آدم بلبلا ہے
جہان جینے پہ ہان کچی دیر ہا ہے
وہی عالم مین ذرّہ بے بہا ہے
کوئی کیا جان جانا جانتا ہے
نہ ہم سے متصل ہے نے خدا ہے
نہ یان بندہ ہے کوئی نے خدا ہے
مقابل اپنے اک صورت ہوا ہے

جہان کہتا ہے جس کو لا تعین۔
وطن میری وہی رہنے کی جا ہے

گذرنا سر سے بامِ عشق کا چڑھنا اُترنا ہے۔
جو مرتا ہے وہ جیتا ہے جو سولی ہی وہ زینہ ہے
بتا دُن آپ کو نسبت جو مجھ مین یار مین کیا ہے
مین آئینہ وہ صورت ہے مین گم ہون اور وہ پیدا ہے
دل صافی مکان ہے سینہ بے کینہ ہے کوچہ
نگاہِ دیدۂ حق بین مین میرا چلنا پھرنا ہے۔
وہی اظہار معنی ہے جو گم ہوتا ہے صورت کا
جو مٹتا ہے وہ جیتا ہے جو جیتا ہے وہ مرتا ہے

نکل کر پردۂ صورت سے جلوہ دیکھہ معنی کا
نظر آیا عجب ہم کو تماشہ چشم حق بین سے

رخ محبوب پر تیرے تری ہستی ہی پردا ہی
زمانہ ڈھونڈھتا ہے حق کو اور حق ہی مانا ہی

وطن اتنی سمجھہ بھی گر کسی کو ہو تو کافی ہے
کدہر سے مین کدہر آیا کدہر اب مجھکو جانا ہے

خودی کا سامنا ہے اور خدا سے مجھکو وصلت ہے
مقابل آئینہ ہے پر نظر مین اپنی صورت ہے
نظر آتا ہے کثرت مین تماشہ مجھکو وحدت کا
جہان بازار کہتا ہے جسے وہ میری خلوت ہے
ہلین گر لب مرے تو بات مین ہے حشر کا سامان
رہا خاموش دم بھر مین اگر گویا قیامت ہے
نظر مین ہون نظر کرتا نہین اہل نظر کوئی
نقاب دیدۂ عالم مین پنہان میری ہیئت ہے
نہ دیکھا آپ کو جس نے سمجھنا تم اوسے مردہ
نہین کہ ہے جسم اوس کا جان لو اندہی کی تربت ہے
ظہور جزو کل میرے لئے ہے آئینہ خانہ
جدہر مین دیکھتا ہون روبرو میری ہی صورت ہے

کہین وہ مین کہین وہ تو کہین دونو سے ہے باہر
تمیز تکنے والون کو وطن تحیر ہی حیرت ہے

غائب وہ ہون کہ شکل ہر اک میری شان ہے
مظہر ہون نہی و امر کا مین ہی جہان مین
جانِ سخن کو اہل جہان جانتے ہین کیا
باہر تری خودی سے نہین دیکھ لے خدا
عالم وہ ہے کہ جس سے دو عالم ہی ہر ذرہ
شایان نہین ہی اسکا جو کرتا ہون وصف مین
کیا پاے کوئی مجھکو مین وہ بحر ہست ہون
سینے مین دل مین دیدے مین گو ہون وہی عیان

حاضر ہون کہ نام نہ میرا نشان ہے
گویا کلام حق نہین منہ مین زبان ہے
مین ہون بری جہات مجھ مین جہان ہے
تو جس مکان مین ہے وہی لامکان ہے
مین ہون جہان وہان نہ زمین آسمان ہے
انسان جس کو کہتے ہین یہ کس کی شان ہے
شکل حباب جس مین عیان دو جہان ہے
کہتے ہین لوگ جب ہی خدا لامکان ہے

مگر تمام مین ہوا ہون ترے تو وہ مین وطن
معلوم کچھ نہین کہ تو کس کا نشان ہے

نظر مین سب کے ہے سب سے نہان ترے ہی رخ پر نقاب تو ہے
مین تجھکو دیکھا مین تجھکو پایا حجاب مین بے حجاب تو ہے
ہے تو ہی مسجود تو ہے ساجد ہے تو ہی معبود تو ہی عابد
ہے تو ہی روے زمین پہ ذرہ سپہر پر آفتاب تو ہے
قریب شہ رگ سے اپنے تو ہے تو ہی اپنے سے دور کوسون
ہے تو ہی ہشیار ہے عاقل جہان کے آنکھون مین خواب تو ہے
ہے تو ہی دوزخ ہے تو ہی جنت ہے تو ہی محنت ہے تو ہی راحت
ہے تو ہی مختار خیر و شر کا ثواب تو ہے عذاب تو ہے
خدا ہی کہتا ہے تو ہے ہر دم کہو ہے بندہ ہی تو ہے ہمدم

سوا تیرے نہیں جسے کوئی سوال تو ہے جواب تو ہے

ہے تو ہی باطن ہے تو ہی ظاہر ہے تو ہی اول ہے تو ہی آخر
ہے تو ہی دنیا ہے تو ہی عقبیٰ محیط تو ہے حباب تو ہے

ہے تو ہی آوازِ لن ترانی ہے تو ہی گفتارِ رب ارنی
ہے تو ہی مطلوب تو ہی طالب خطا تو ہے عتاب تو ہے

ہے تو ہی عشق ابد نہاں میں ہے تو ہی حسن ازل عیاں میں
ہے تو ہی جانِ سخن جہاں میں ظہور تو ہے حجاب تو ہے

جو تو نے کی بات دوسرا میں تو رسم و آئین دوسرا ہو
وگرنہ یاں دوسرا کہاں ہے بیان تو ہے کتاب تو ہے

ہے تو ہی آدم ہے تو ہی عالم ہے تو ہی معنی اسم اعظم
ہے تجھ سے ایجاد عبد و رب کی سراب ہی تو ہے آب تو ہے

اوٹھا نظر سے دوئی کا پردہ سمایا آنکھوں میں تیرا جلوہ
جہاں ہے آئینہ خانہ تیرا نظر میں اک حسن تاب تو ہے

وطن میں دیکھا ہوا ہے اپنے من میں نمونہ ہے صد ہزار عالم
ہر ایک عالم میں تجھ کو دیکھا تو سب میں بہتر خراب تو ہے

تامل کر رگِ جاں میں نہاں اللہ ہی اللہ ہے
اوٹھا دے پردۂ اسم و تعین کو درِ دل سے
خلاصہ ہے یہی سیرِ نزولی اور عروجی کا
بنا کر کفر کو آئینہ صورت دیکھ ایماں کی

نظر شانِ بصیر پر کر عیاں اللہ ہی اللہ ہے
عیاں ہوگا تجھے جملہ جہاں اللہ ہی اللہ ہے
زمیں اللہ ہی اللہ ہے سماں اللہ ہی اللہ ہے
صنم کی شکل میں جلوہ کناں اللہ ہی اللہ ہے

نکالو وہم کو گر ذہن سے اپنی تو ہے عارف
نہاں اللہ ہی اللہ ہے عیاں اللہ ہی اللہ ہے

وہی ہادی ہے اور وہ ہی مضل ہے غیر بین ہے سمجھو
یقین اللہ ہی اللہ ہے گمان اللہ ہی اللہ ہے

خبر رکھہ دم کی اور دم کے اشارے سے تو واقف ہو
زبان سے دم کے جاری ہے رمان اللہ ہی اللہ ہے

پکارا خانۂ تن پر جو میں نے کون ہے گھر میں
صدا آئی در دل سے کہ ہان اللہ ہی اللہ ہے

وطن ہے اینما کا آئینہ پیش نظر جب سے
جہان میں دیکھتا ہوں میں جہان اللہ ہی اللہ ہے

نہ ذاکر ہوں نہ شاغل ہوں نہ تسبیح و تلاوت ہے
تجھی کو دیکھتے رہنا سمجھتا ہوں عبادت ہے

نمود ہے نمود ی مظہر شان حقیقت ہے
ثبات عالم کون و مکان میری شریعت ہے

ظہور تحفل کثرت پائمال تخم وحدت ہے
سمجھتے ہیں سب جیسے مولود ہم وہ علین حالت ہے

خدا کو دیکھنا منظور ہو تو دیکھیں آدم کو
وہ مجمل ہے یہہ مفصل ہے وہ معنی ہے یہ صورت ہے

طریق حق کا سالک ہوں مجھے کہتے ہیں جو دو رفتہ
مرے ہمرہ سفر میں دل لگی کو عشق ہمت ہے

نظر آتا نہیں وہ جس نے تم کو اک نظر دیکھا
یہی ہے غیب کی معنی یہی لفظ شہادت ہے

نکل ما و شما کے قید سے تجرید حاصل کر
جو باطن ہے وہ ظاہر ہے جو معنی ہے وہ صورت ہے

جو دیکھا میں نے مجھ میں آپ کی ہے رونق افزائی
زیادہ سب سے مجھکو اس لئے ہی مجھ سے الفت ہے

نکل کر خانۂ تن سے جو پہونچا کوے جانان میں
وطن صاحب کئے نقل مکان عالم میں شہرت ہے

دی جان تصور میں ہے کس شکل چمن سے کے
فردوس کا عالم ہے جو مدفن میں وطن کے

آنکھیں او نہیں دکھلائی جو تو نازسے تن کے
مارے وہ اگر تیغ نگہہ سے کبھی تن کے
پھیرا ہی کرون گا مین ترے نام کی سمرن
بیساختہ کہتا ہون نہین اس مین بناوٹ
فانی ہون تصور مین کسی دیدنشین کے

رم جان کرے تن سے غزالان ختن کے
سو ٹکڑے کرے آن مین عشاق کے تن کے
ڈہلجائین اگرچہ مرے گردن کی بھی من کے
سب مارے ہوئے ہین ترے بیساختہ پن کے
آتے ہین نظر تارِ نظر تار کفن کے

کونین مین دیدار سے محروم رہا مین
مطلوب ملا دیدۂ حق بین مین وطن کو

شب معراج گیسوئے معین الدین چشتی ہے
ہلال عید ابروئے معین الدین چشتی ہے
مقاصد بر لے آنا اور ملانا عید کو رب سے
ہمیشہ سے یہی خوئے معین الدین چشتی ہے
نہ دامانِ نگہہ ہی ہے گل نظارہ سے مملو
مرے ہر رگ مین بھی بوئے معین الدین چشتی ہی
فنا فی الشیخ کی معنی بہر صورت ہے آئینہ
جدہر دیکھون اودہر روئے معین الدین چشتی ہی
نہ کیون اہل صفا کوج ہو میرے چار چشمی سے
نظر مین کعبہ روئے معین الدین چشتی ہے
سدا روضہ کے زائر مردمک پائے نظر سے ہے
تہین دم ہے روان سوئے معین الدین چشتی ہے

برآمدگاہ ہے شان مقدس کا مرا دیدہ
فقط سینہ نہیں کوئی معین الدین چشتی ہے

مقاصد کیوں نہ ہو دارین کے مجھکو وطن حاصل
زبان پر نام نیکو ہے معین الدین چشتی ہے

تاب کیا سبقت لیجائے عکس رخ پر چاندنی
گر پڑے آرو برو اس کے چمک کر چاندنی
پس گئی کس ماہ کے پیروں میں آکر چاندنی
آسیا کی شکل جو پھرتی ہے گھر گھر چاندنی
کرنے جاتی ہے طواف عکس روے کعبہ رو
یہ تری صورت ہوئی اللہ اکبر چاندنی
دشت میں اس کے ہے اوجیالا دل صد چاک میں
چھنت جو ہو بوسیدہ شب گرتی ہے چھنکر چاندنی
وار کھاکر تیغ ابرو کا نہ تاب رخ کو دیکھ
حق میں زخمی کے مضر ہوتی ہے اکثر چاندنی
زیر آئینہ نہیں سیماب ہے حیرت زدہ
دیکھتی ہے رخ کو مہ پارہ کے چھپکر چاندنی

گور میں لپٹے کفن سے کل ہو گے ای وطن
آج تو بیٹھے ہو تم گھر میں بچھاکر چاندنی

مخمس بر غزل اوستادی اعنی حضرت مولانا شمس الدین فیض نور اللہ مرقدہٗ

فوق السما یہ آپ ہین تحت السرا مین آپ
پرتو فگن ہین آئینۂ دوسرا مین آپ
مسند نشین ہین محفل ما و شما مین آپ
دکھلا رہے ہیں جلوہ خلا اور ملا مین آپ
ہرچند ہیں مقام وراء الوریٰ میں آپ

معنی سے کچھ غرض ہے نہ صورت پہ منحصر
مطلب مجاز سے نہ حقیقت پہ منحصر
کثرت پہ کچھ مدار نہ وحدت پہ منحصر
موقوف غیب پر نہ شہادت پہ منحصر
پھرتے ہیں اہلے گہلے ظہور و خفا میں آپ

یاں جانتا ہے کون نشیب و فراز کو
یکساں ہے تحت و فوق سدا امیر روبرو
پیچ اوپچ کی زمانے میں چاہے جستجو
پست و بلند صرف اضافی ہے گفتگو
ظاہر ہیں صاف صورت ارض و سما میں آپ

بگڑیے یا پسیجیے پہچانتا ہوں میں
پردہ نہ مجھ سے کیجیے پہچانتا ہوں میں
برقع نہ منہ پہ لیجیے پہچانتا ہوں میں
دھوکا نہ مجھے دیجیے پہچانتا ہوں میں

ہر آشنا میں آپ ہیں نا آشنا ہیں آپ

سمجھے ہیں کس کو شخص یہاں محرم جہاں
پردہ پڑا ہوا ہے من و تو کا درمیاں
رکھے ہیں کس کا نام یہاں عکس بے نشاں
منظور اپنے آپ ہیں یاں غیر ہی کہاں

ناظر ہیں اپنے آئینہ ماسوا میں آپ

آپ ہی کئے ہیں نیستی و ہست سے عبور
کرتے ہیں آپ ہی بیٹھے ہوئے اک فتور
آپ ہی ہیں عشق و حسن کے ظلمت میں نار و نور
ہے فرض قبلہ آپ کو ہر شکل سے ظہور

پیدا الست میں ہیں نہاں ہیں بلے میں آپ

آذر کی شکل گاہ رہے بت تراشتے
پیچھا تا ہوں ہو جو زمانے کو دہر نے
شکل خلیل گاہ بنے قبلہ
گہہ روپ لیکے شیخ کا کر

گہہ برہمن کے بھیس میں آئے گیا میں آپ

ہے کائنات آئینہ خانہ حضور کا
نقشہ نیا نیا ہے تماشا حضور کا
ہر غیب سے نمود ہے جلوہ حضور کا
آتا ہے کس کو روپ بدلنا حضور کا

سو سو تماشے کرتے ہیں اک ادا میں آپ

برسوں رہے وطن حرم دیر میں خراب
پائے جو رہنما تو ملا جادۂ صواب

افسانہ کفر و دیں کا ہے گویا خیال و خواب
دیکھا جو ہم نے فیض کی آنکھوں سے اے جناب

ہیں ہر مکاں میں صورت شاہ و گدا میں آپ

خمسۂ دیگر

نے غیر سے ہم خوش ہیں نہ اپنے سے خفا ہیں
جوں آئینہ ہم زنگ تعلق سے صفا ہیں

کہنے کو ہیں عالم میں پہ عالم سے جدا ہیں
مردود خلایق ہیں کہ مقبول خدا ہیں

اب تک نہیں معلوم ہمیں کون ہیں کیا ہیں

تحصیل ہوئی شکر خدا علم لدن کی
ہوشیاری میں رہتی ہے ہمیں بیخبری سی

آئینہ ہوئی پیش نظر صورت معنی
آتے ہیں شب و روز سماعت میں ہماری

ہر چند کلام آپ کے سب صوت و صدا ہیں

فقرہ یہ کوئی برہمن و شیخ کو سمجھائے
باز آؤ دورنگی سے تو یک رنگ نظر آئے

تم مسجد و بتخانہ میں بتلاؤ تو کیا پائے
ہم تم ہیں اسی پردے میں حسن قت یہ اٹھ جائے

کچھ اور ہی عالم ہے کہاں ما و شما ہیں

اوراق کے الٹانے کو سمجھے ہیں شیخ بیعت
نے معرفت ان کو ہے میسر نہ بصارت

معلوم نہیں روح کو بھی ان کی طریقت
ارباب ظواہر سے نہ کچھ پوچھ حقیقت

یہ لوگ ہیں خوش لفظ سے معنی سے خفا ہیں

نے صومعہ میں جا پڑے ہے اور نہ ہوا یا
داتا مرے کس طرح سے حل ہو یہ معمّا

نے کنز کے دیکھے سے ہو معلوم یہ فقرا
کہتے ہیں جسے علم وہ ہے ایک ہی نقطا

اس رمز سے آگاہ اگر ہیں فُقرا ہیں

دکھلائی سے ہے وہ رشک قمر صورت بے مثل
تکتا ہوں میں اب آٹھ پہر صورت بے مثل

جو خواب میں دیکھے نہ بشر صورت بے مثل
رہتی ہے سدا پیش نظر صورت بے مثل

آنکھیں مری آئینۂ ارباب صفا ہیں

زنہار نہ ہو طاعت جسمانی پہ نازاں
صورت تو ذرا دیکھ لے آئینہ میں ناداں

کھل جائے اگر بھید تو ہوگا تو پشیماں
اک بینی و دو گوش نہیں معنیٔ انساں

انساں جنھیں کہتے ہیں وہ لوگ جدا ہیں

کیوں آئے ہیں یاں کون ہے اس کا نہیں واقف

کیا لطف ہوگے چار میں جو نام سے واقف

نے دل کی خبر ہے نہ دلارام سے واقف
آغاز سے آگاہ نہ انجام سے واقف

افسوس کہ ہم لوگ بھی کیا بے سر پا ہیں

کیا منہ ہے کریں جو صفتِ ذاتِ مکرم
دیکھا ہے وہ عالم کہ تصدق ہے دو عالم
سنتے ہیں جنہیں لوگ وطن ثانی ادہم
کہتے ہیں جنہیں فیض انہیں جانتے ہیں ہم

درویش کی صورت ہیں محبِ فقرا ہیں

مسدس

خطابِ حضرتِ خیر البشر ہے — جوابِ سایلِ نور البصر ہے

رہتا ہے جس میں کون وہ مکاں ہو ہمیں
ہر شکل مری نشان ہے وہ بے نشاں ہوں میں
اک بات دو جہاں سے مری وہ زباں ہوں میں
ہر جا مرا بیان ہے وہ لا بیاں ہوں میں

پاتا نہیں ہے مجھکو کوئی گو عیاں ہوں میں
شکل نظرِ جہاں کی نظر سے نہاں ہوں میں

آنکھوں میں سب کے ہوں پہ کوئی دیکھتا نہیں
سب ڈھونڈتے ہیں مجھکو میں ہوں سب کا نشین
سب دور مجھ سے رہتے ہیں میں سب کے ہوں قریں
ہے عقل کل کہیں تو رسائی مری کہیں

پاتا نہیں ہے مجھکو کوئی گو عیاں ہوں میں
شکل نظر جہاں کی نظر سے نہاں ہوں میں

معدن ہے میرا علم ہر کائنات کا
جلوہ ہے تحت و فوق میں میری ہی ذات کا
میرے ہی سے نمود ہے موت و حیات کا
ہر شان میں ظہور ہے میری صفات کا

پاتا نہیں ہے مجھکو کوئی گو عیاں ہوں میں
شکل نظر جہاں کی نظر سے نہاں ہوں میں

صورت کہیں ہوں دید کہیں آئینہ ہوں میں
الہام ہوں کہیں تو کسی جا ندا ہوں میں
موسیٰ کی شکل ہوں کہیں نور خدا ہوں میں
گہ فرش گاہ عرش پہ جلوہ نما ہوں میں

پاتا نہیں ہے مجھکو کوئی گو عیاں ہوں میں
شکل نظر جہاں کی نظر سے نہاں ہوں میں

شمع حرم کہیں تو کہیں ہوں چراغ دیر
شفاق و اتحاد کسی جا کہیں ہوں بیر
گل چیں کہیں چمن ہوں کہیں اور کہیں ہوں سیر
گاہے بنائے شر ہوں گہے ہوں بنائے خیر

پاتا نہیں ہے مجھکو کوئی گو عیاں ہوں میں
شکل نظر جہاں کی نظر سے نہاں ہوں میں

منصور ہوں کہیں تو کہیں بایزید ہوں
شبلی کہیں جنید کسی جا فرید ہوں
مرشد کی شان ہوں کہیں شکل مرید ہوں
دیدار ہوں کہیں تو کہیں عین دید ہوں

پاتا نہیں ہے مجھکو کوئی گو عیاں ہوں میں
شکل نظر جہاں کی نظر سے نہاں ہوں میں

دریا کہیں ہوں موج کہیں اور کہیں حباب
ساقی کہیں ہوں جام کہیں ہوں کہیں شراب
ذرہ کہیں ہوں مہر کہیں ہوں کہیں سحاب
سایل کہیں سوال کہیں ہوں کہیں جواب

پاتا نہیں ہے مجھکو کوئی گو عیاں ہوں میں
شکل نظر جہاں کی نظر سے نہاں ہوں میں

چاہا جو دیکھوں آپ کو شکل عرب ہوا
عین عرب کی دید ہی کرنے میں رب ہوا
جب رب ہوا کمال عیاں مجھ پر سب ہوا
صاحب ہوا جو نام تو بندہ لقب ہوا

پاتا نہیں ہے مجھکو کوئی گو عیاں ہوں میں
شکل نظر جہاں کی نظر سے نہاں ہوں میں

سب کچھ ہوں میں یہ کچھ نہیں پھر شکل ہے پتہ
دیکھے بغور کوئی تو سب مجھ میں ہی بھرا
ہوں بے شمار پر میرا عالم ہے ایکسا
موجود دوسرا میں نہیں کوئی دوسرا

پاتا نہیں ہے مجھکو کوئی گو عیاں ہوں میں

شکل نظر جہاں کی نظر سے نہاں ہوں میں

گویا کہیں بسا ہوں کسی جا دہن کہیں　　نور ہلال ہیں کہیں غوث زمن کہیں
آثار فیض ہوں کہیں شان سخن کہیں　　اکبر علی کہیں تو غریب الوطن کہیں
پاتا نہیں ہے مجھکو کوئی گو عیاں ہوں میں
شکل نظر جہاں کی نظر سے نہاں ہوں میں

توصیف کلبۂ گنجینۂ طلسم یکتائی خضر عہد شاہراہ حضرت اکبر علی شاہ چشتی قدس سرہ

بستر خواب عدم سے جو اٹھا میں بخدا　　صنعت حق کا تماشا نظر آیا ایسا
شرق سے غرب تلک فرش ہیں بچھے یکسر　　دفع جنبش کیلئے اس کے جبل ہیں ہر جا
ہیں ہر اک سمت شجر اس پہ ہیں طائر ساکن　　کہیں صحرا ہے کہیں کوسوں تلک ہی دریا
چار پاؤں کو جو دیکھوں تو نہیں جن کا شمار　　شکل ہر ایک کی ہر وجہ سے ہی جلوہ نما
دیکھوں آدم کو تو پتلا ہے بلا کا یہ ایک　　قد تو چھوٹا ہے مگر پایہ ہے فلک پر اسکا
یوں تو ذی روح کروروں ہی نظر آئی مگر　　نہیں دیکھا میں کبھی ثانی انسان بخدا
بزم آفاق میں [illegible] نظر آتا ہے　　غور سے دیکھو تو اس میں ہے بھری صنع خدا
کام کس رنگ [illegible] ہے عجب اور غریب　　جس کے افعال پہ حیران فرشتے ہیں سدا
جمع ہو لوگ کئی ایک [illegible] ہیں مکاں　　بت بنا اس میں رکھے نام کلیسا اس کا

بت کو دیکھوں تو نہیں سنگ سوا کچھ اس میں
دل مرا چاہا کہ دریافت کروں ان کا حال
تم نے اس سنگ میں کیا صنعتیں دیکھی ہیں کہو
سن کہا اس نے کیا کرتے ہیں ہم رام کو رام
دل کو جمعیت خاطر نہ ہوئی تب واں سے
اک مکاں مجھکو نظر آیا گیا میں واں بھی
اور اس گھر کو سبھی خانۂ حق کہتے ہیں
اصل میں ایک نظر آئے مگر ظاہر میں
تب کہا میں نے وہ لوگوں سے تمہیں اسکی قسم
کون ہو تم یہ عبادت میں ہو کس کے مشغول
ہنس کے سب کہنے لگے تجھکو ہوا کیا نادان
ورنہ ہم کون ہیں اور کیا ہے ہمارا یہ وجود
حکم سے اس کے ہوئے بود ہیں ہم سب نابود
میں نے پوچھا کہ کہیں اس کا پتا ہی کہ نہیں
میں نے سمجھا کہ خدا ان کا ہے اوپر شاید
مہر و مہ ثابت و سیارہ نظر آئے مجھے
تب کہا میں نے کہ کیا ان کو خدا کہتے ہو
میں نے پوچھا کہ کہاں پائیے اسکو کیونکر
وہ تو شہ رگ سے بھی نزدیک ہے اپنے لیکن
پھر تو کیا سنتے ہو حال دل مضطر کی تئیں
جان میں جان رہی دل نہ رہا کچھ دل میں

معتقد ہو کے کیا کرتے ہیں تا حق پوجا
سر سری میں نے سخن ایک سے جا کر پوچھا
اوس کو سجدہ جو کیا کرتے ہو ہر صبح و مسا
اوس کی مورت سے ہے جو بت رکھتی ہیں وہ لیکن بنا
سیر کرتا ہوا میں اک دو قدم آگے بڑھا
دیکھتا کیا ہوں کہ ہیں لوگ وہاں اس سے سوا
صرف دن رات عبادت میں ہیں سب سر کو جھکا
ان کا آئین ہے کچھ اور ہے آئین انکا
جس کو تم گنتے ہو اپنے میں خدا ای سی بڑا
تم جو کہتے ہو خدا نام کہو ہے کس کا
نہیں معلوم سمجھتے جس نے جہاں خلق کیا
عین دیکھو تو ہیں ہم آتش و گل آب و ہوا
ہم بھی سب بندے ہیں بیشک وہ ہمارا ہے خدا
ہو کے حیران پھر اک شخص نے اوپر دیکھا
ہو کے بشاش وہیں دل میں جو اوپر دیکھا
بے ستون سر پہ ادھر چرخ میں پھرتا ہی سما
وہ کہے یہ بھی ہیں مخلوق وہی سب کا خدا
وہ کہے کس میں یہ طاقت اسے کس نے دیکھا
کس کی یہ چشم ہے دیکھے جو اسے آنکھ اٹھا
یک بیک ہو گیا اس پردہ نشیں پر شیدا
ہوش میں ہوش رہا منہ رہا مجھ میں ذرا

آب سے آنسوؤں کے اپنی وضو کر کے وہیں
سر مرا جاے بلا سے یہ قسم سر ہووے
دوستو سنتے ہو کیا میں تو پڑا تھا بد حال

سر کو رکھ سجدہ میں ہر آن یہی کہتا تھا
میں نے پہلے ہی کیا اس پہ دل و جاں کو فدا
یک بیک ہاتفِ غیبی سے یہی آئی ندا

مطلع دوم

گرۂ دل کے تئیں اپنے وطنؔ ہاں لیجا
فیض سے جسکے قدم کے ہے جہاں کو رونق
صورت شاہد معنی ہے بہر شکل عیاں
دین کہتے ہیں جسے اون کا ہے اک پردہ
رات دن ملک حقیقت میں رہا کرتے ہیں
سالک راہ طریقت ہیں کہ طالب کے تئیں

ہیں جناب شہ اکبر ہی ترے عقدہ کشا
جس نے سر پہ لیا بار امانت کو اٹھا
دیکھ لے آ کے انہیں چشم تامل سے ذرا
جس کو کہتے ہیں کرامت ہے کمینہ ادنا
لا مکاں کہتے ہیں جس کو سو وہ ہے سیر کی جا
آن میں چاہیں تو دکھلائیں وہ دیدار خدا

مطلع سوم

الغرض جیسا سنا تھا انہیں ویسا پایا
دیکھوں صورت تو ہوئی معنی حق آئینہ
مغز اتنا ہے کہاں سر کے جو اسرار کو پائیں
سلسلہ میں اگر گیسو کے کوئی پھنس جائے
دیکھیں ابرو کو اگر کعبہ کے رہنے والے
چشم نے آنکھ لیا نقد حقیقت کے تئیں

جوہر ذات سے کر چشم تامل پیدا
پائی سیرت سے ہے خدائی بخدا جلوہ نما
گولہ گٹھری ہے سراسر یہاں عقلِ رسا
پست فطرت بھی کہے رتبہ معراج علا
طاق پر رکھیں گے محراب عبادت کو اٹھا
نہ رہا پیش نظر ان کے کوئی کھوٹ کھرا

سالک عرش بریں موند کے آنکھیں چل جائے ۔ ہاتھ آجائے جو اک راہ سے بینی کا عصا
دھن عقدہ ہے خط سبز ہے اس کی تفسیر ۔ دانت بھی مصحف ناحق کے ہیں نقطے گویا
وہ ذقن چاہ میں اس کے جو ہوا کوئی غریق ۔ زیست تک اس نے نہ پھر اس سے کنارہ چاہا
اسم اعظم نہ زباں پر ہی فقط ہے جاری ۔ بھر گئے کان بھی لبیک کی سن سنکے سدا
سینہ وہ سینہ کہ مطلق نہیں جس میں کینہ ۔ جلوہ جانِ دو عالم کا یہی ہے رمنا
پشت کو کیوں نہ کہیں پشت پناہ عالم ۔ دیکھو اشکم کو تو ہے کان وفا کے دوسرا
دل ہے وہ دل کہ نہیں عرش کو نسبت جس سے ۔ وہ ہے غائب یہ ہے حاضر وہ کدورت یہ صفا
ہاتھ آئیں جو نہ یہ ہاتھ تو کہئے ہیہات ۔ جس کو کہتے ہیں ید اللہ گروہ فقرا
درمیاں اپنے جو رشتہ ہے خودی کا باقی ۔ اس لئے جانتے ہیں موے کمر کو دہو کا
نہ رہے نام و نشاں ہست کا اپنے جسدم ۔ تب تو کچھ سمجھیں گے ہم بھی یہ معمّا ہی کیا
قدم ہاتھ آئیں تو پہچان لیں اسرار قدم ۔ پاؤں پائیں تو کریں عرش کو اپنا تکیا
قل ہو اللہ احد کے کے معنی ہی یہی ۔ دیکھ لے آس قد یکتا جو چشم دوسرا
چال دیکھو تو شریعت سے نہ باہر ہو قدم ۔ قال سنئے تو حقیقت میں ہیں محو خدا
آپ میں آئیں جو مجذوب بھی دیکھیں جا مہ ۔ دیکھیں تسبیح تو حال آئینہ ہو وے من کا

مطلع چہارم

اس کو پایا جو کہا میں نے خدا کو پایا ۔ اوس کو دیکھا جو کہا میں نے خدا کو دیکھا
اس کو سمجھا نہ سوا اہل بصیرت کے کوئی ۔ یہ معمّا وہ ادق ہے جو کسی پر نہ کھلا
یہ وہ ہے خاک جہاں نور ہوا ہی جس سے ۔ وہ ہوا ہے کہ رہا کرتی ہے گرمی میں سا
یہ وہ پرکالہ آتش ہے دم سرد بھرے ۔ یہ وہ پانی ہے کہ ہے آپ پیا سا اپنا

یہ وہ ہے حسن کہ طالب نہیں جز اسکی کوئی	یہ وہ ہے عشق کہ اپنے ہی یہ عاشق ہیں سدا
یہ وہ بندہ ہے خدا کہتے ہیں جس کو بندے	یہ وہ حق ہے کہ رہا سجدہ میں خالق کے سدا
یہ وہ تصویر ہے نقاش نہیں جس کا کوئی	نقش و قرطاس ہے خود آپ ہی اپنا خاما
یہ بھی اک بات ہے جملہ جو کیا میں نے بیاں	بات پوچھو تو زباں پر ہے لا آپ کے سوا
بند کر اپنے لب قال کو ہے جائے ادب	ختم کر تو یہ قصیدہ کو وطن کر کے دعا
نام باقی رہے جب تک کہ ہے عالم قایم	رحمت اللہ کی ان پر رہے جبتک ہے خدا

التماس منجانب مطبع

قصیدہ ہاے جناب ممدوح یہاں ختم ہوئے مگر بعض صاحبوں کی خواہشات نے مطبع کو اس امر پر مجبور کیا کہ قصیدہ ہاے ذیل کو بطور ضمیمہ درج دیوان کرے لہذا حسبہ عمل کیا گیا۔

ضمیمہ غزلیات حق نما شاہ عرف شیر علی المتخلص بہ حق نما مرید رشید جناب واقف رموز خفی و جلی کاشف اسرار صوری و معنوی حضرت افتخار علی شاہ صاحب دام برکاتہ

کیا بتاوے گا کوئی عقل دوانا تیرا	ہوش اور عقل کے باہر ہے ٹھکانا تیرا
تجھ میں ہوں میں نہیں معلوم کہ تو ہے مجھ میں	کس طرح حل ہو خدایا یہ معما تیرا
کوئی پاتا نہ تجھے عاشق بیدل کے سوا	ڈھونڈتے مجھ سے ہیں گھر عاقل و دانا تیرا

دیکھتے ہیں تجھے ارباب نظر ہر پل میں
دیدۂ اہل بصیرت ہے ٹھکانا تیرا

دوسرا تیرے سوا کوئی نہ دیکھا میں نے
دوسرا مجھکو ہوا آئینہ خانہ تیرا

دیکھتا ہوں میں جدھر تو ہی نظر آتا ہے
وصل ہر دم مجھے حاصل ہی خدایا تیرا

غرض اور جرخ میں یہ بات اور تحمل ہی کہاں
میں نے ہی بار امانت کا اوٹھایا تیرا

جس طرف سر کو جھکاتا ہوں تو پاتا ہوں تجھے
دیر و کعبہ ہی نہیں خاص ٹھکانا تیرا

حق نما ہو گیا جب آپ میں تجھکو پایا
مجھکو بتلایا وطن نے ہی ٹھکانا تیرا

بیان وصف اُس شان خدا کا کیا ادا ہوگا
کہ جس کی شان میں شان خدا جلوہ نما ہوگا

خدائی کو بھلا دیدار کیونکر آپ کا ہوگا
خدا جس کا ازل سے خود بخود محو لقا ہوگا

بشر ہے وہی معنی جو سمجھا من رانی کی
وہ با شر ہے محمدؐ کو بشر جو جانتا ہوگا

دماغ اُسکا نہ کیوں ہو عرش پر ہمت مطلب جسے
قدم پر آپکے سر اپنا جس نے رکھدیا ہوگا

نفخت فیہ من روحی کی معنی وہ سمجھتا ہی
جو آدم دم قدم سے اپنے ہمدم ہوگیا ہوگا

محبتو ہم حقیقت میں محقق اُسکو کہتے ہیں
جو معنی کو عرب کی عین رب پہچانتا ہوگا

مدینہ آنکھ ہے طائف ہی سینہ دل بیت اللہ جسے
نظر کو سامنا ہر پل نہ کیوں کر آپکا ہوگا

وہی دیکھے گا ہر ذرہ میں شانِ احمد مرسل
نظر میں جس بشر کے اپنا کا آئینہ ہوگا

معانی من رانی کی یہی ہے مومنو سمجھ
جو دیکھا شانِ احمد کو یقیں وہ حق نما ہوگا

بس حق نما جسکو نہیں کثرت میں وحدت ہو
معانی قل ہو اللہ کی وہ کیا پہچانتا ہوگا

اوٹھا کر میم کا پردہ جمالِ احمد مرسل
دکھا دے حق نما جو شخص حق کو ڈھونڈتا ہوگا

وہی بندہ خدائی میں خدا کو دیکھتا ہوگا
وہی بھولا خودی کو اور وہی سر انا سمجھا
زبان ولا سے یہی صدا آتی ہے ہر دم میں
سر اپنا خاک پر افسوس ٹکراوے پہ لیکر سکا
گذر کر اپنی ہستی سے خودی پر کر نظر زاہد
جھکا سر حاضر و ناظر خودی کو جان کر زاہد
وطن کا ایو وطن بتلادئے تم راستہ جس کو
قسم اللہ کی میں کچھ تکلف سے نہیں کہتا

نظر سے جس کے پردہ ماسوا کا اٹھ گیا ہوگا
پیالہ معرفت کا عشق سے جس نے پیا ہوگا
خدا ہوں گر کہے کوئی تو سر اس کا جدا ہوگا
کہ جس کے باپ کو سجدہ ملایک نے کیا ہوگا
وہ خود تیری نظر میں ہے جسے تو ڈھونڈتا ہوگا
نہیں تو ہر خیال ماسوا تیرا خدا ہوگا
وہی بندہ خدا کی راہ میں سب کا رہنما ہوگا
جو دیکھے گا مرے مرشد کا چہرہ حق نما ہوگا

مرا دریائے دل وہ موج زن ہے حق نما ہر دم
ظہور ہر دو عالم جس میں ادنا بلبلا ہوگا

تم نہ تھے کچھ نہ تھا حبیب خدا
حق نے چاہا جو آپ کو دیکھوں
راہ میں حق کے تل گیا ہم کو
دو نو عالم کو پھر نہ دیکھا وہ
زہے طالع اگر کریں مسکن
ذرہ ذرہ میں ہے درخشندہ
سامنا آپ کا ہوا جو مجھے
کچھ نظر میں نظر نہیں آتا
کیوں پہونچوں گا بر سر مطلب

تم ہوئے سب ہوا حبیب خدا
تم ہوئے آئینہ حبیب خدا
راستہ آپ کا حبیب خدا
تم کو دیکھا ہوا حبیب خدا
میرے آنکھوں میں آ حبیب خدا
آپ کا نور یا حبیب خدا
وصل حق ہو گیا حبیب خدا
تم سوا دوسرا حبیب خدا
آپ ہور رہنما حبیب خدا

ہے بھروسا مجھے بروز جزا
حق سے القا ہے مجھکو یوں ہر دم

آپ کی ذات کا حبیبِ خدا
حق ہیں اسے حق نما حبیب خدا

شکر ہے اس خالق ہر دوسرا کا یا حبیب
آپ کو پایا تو گویا حق کو پایا یا حبیب

شمع تم کو ہم کو پروانہ بنایا یا حبیب
آپ کو دیکھا بعینہ حق کو دیکھا یا حبیب

لاشریک وحدہ جس کو کہا کرتی ہے خلق
آپ ہی کی ذات سے عالم ہویدا ہو گیا

ہے وہ بیشک آپ ہی کی شان یکتا یا حبیب
تم نہ ہوتے یہ جہاں پیدا نہ ہوتا یا حبیب

مٹ گئی دیدار حق کی دل میں تھی جو آرزو
ہو گیا چاروں طرف سجدہ مجھے کرنا روا

جب سے دیکھا ہوں تمہارا روئے زیبا یا حبیب
ہے جدھر دیکھو ادھر جلوہ تمہارا یا حبیب

حق نے دیکھا آپکو جب آئینہ میں عشق کے
کہتے ہیں آئینہ حق تم کو ارباب صفا

ہو گیا ظاہر تمہارا حسن یکتا یا حبیب
حق تو یوں ہے حق ہے آئینہ تمہارا یا حبیب

ذات عالی میں نظر آتی ہے شان کبریا
کیوں نہ رکھیں ہم نظر میں شان والا یا حبیب

حق نما کو سر حق ظاہر و باطن میں ہو گیا
آپ کو کیوں کر تمہیں اپنے میں پایا یا حبیب

نظر میں ہے مرے شان محمدؐ
محمدؐ قالب جان خدا ہیں

میرا دیدہ ہے ایوان محمدؐ
خدا ہے قالب جان محمدؐ

خدائی کیوں نہ ہو اون پر تصدق
خدا ہے عاشق شان محمدؐ

سوا حق کے نہیں کوئی نظر میں
ہوا ہے کشف عرفان محمدؐ

سمجھتا کون ہے حق سخن کو
کلام حق ہے فرمان محمدؐ

فقر و ہو جو خود بینی نظر سے
بندہی سے کھلی سو گئے ہیں
فضائے روضۂ جنت سے ہمکو
صفائی قلب کی دکھلا رہی ہے

خودی میں ہے عیاں شان محمدؐ
میری آنکھیں ہیں دربان محمدؐ
خوش آتا ہے بیابان محمدؐ
ہر اک لحظہ ہمیں شان محمدؐ

پناہ پوچھیں کوئی تجھ سے خدا کا
بتا دے حق نما شان محمدؐ

ناداں خودی میں رہکے نہ جانا خدا ہوں میں
گذرا جو میں خودی سے خدا تک پہنچ گیا
نظارہ مجھ میں کیوں نہ غیب و شہود کا
ہے کائنات آئینہ خانہ نگاہ میں
وہ خود تھا مجھ میں میں تھا اسکی تلاش میں

گر عقل ہے تو سوچ لے کیا کہہ رہا ہوں میں
وہاں بھی مجھ کو خبر نہیں پھر کیا ہوا ہوں میں
صورت کو دو جہاں کی جوں آئینہ ہوا ہوں میں
ہر ہر جہت میں آپ نظر آرہا ہوں میں
جب دیکھا آپ کو تو کہا حق نما ہوں میں

دیر و حرم کو کس کی بلا جائے حق نما
مطلوب ہے وطن میں سدا مل رہا ہوں میں

دیکھتا ہوں جدھر ادھر ہے تو
ایک شہ رگ میں کیا خدا و جدا
دل میں سینے میں جسم میں جاں میں
مثل گلشن کہیں کہیں بلبل

کہیں ناظر کہیں نظر ہے تو
ہر رگ و پے میں جلوہ گر ہے تو
دیکھتا ہوں تو سر بسر ہے تو
گل کہیں ہے کہیں شجر ہے تو

یہاں کوئی دیکھتا نہیں تجھکو
کیوں بھٹکتا ہے در بدر زاہد۔
سب کی آنکھوں میں جلوہ گر ہے تو
غور تو کر خدا کا گھر ہے تو۔

تو ہے ساقی تو ساغر گل تو
کہیں عارف کی شان میں آکر
خم و مینا تو پیشہ گر ہے تو
وصل کا اپنے منتظر ہے تو

ہے تو باطن میں حق نما بے شک
ظاہرا خلق میں بشر ہے تو۔

حبیب خدا اشرف الانبیا ہو
بیاں آپ کی وصف کا ہم سے کیا ہو
محمد کی الفت نہ ہو جس کے دل میں
کہو اوس کا کس طرح پر خاتمہ ہو

نہیں دیکھتا تم کو کوئی نظر سے
نظر میں دو عالم کے جلوہ نما ہو
اونہیں کو ہم اہل نظر جانتے ہیں
کہ جس کی نظر میں رسول خدا ہو

سمجھتے ہیں ہم وصل حق یا محمد
ہمیں جس گھڑی سامنا آپ کا ہو
چھپاؤ تم اپنے کو گو عبدیت میں
خدائی میں چرچا ہے شان خدا ہو

تمہیں کو نہ دیکھیں تو دیکھیں گے ہم
نظر میں خدا کا تمہیں آئینہ ہو
دکھایا محمد کا رخ جس نے مجھکو
خدایا دو عالم میں اوس کا بھلا ہو

وہ مشرک ہے ای حق نما شک نہیں ہے
بشر جو بشر آپ کو جانتا ہو

وہی واصل حق ہے ای حق نما شاہ
وصال نبی جس کے تیں بار ہا ہو

نہیں میں ہوں مجھ میں جو تو روبرو ہے
زمیں ہو فلک ہو زماں ہو ہی ہو ہے

نظر میں جگر میں سما رہے ہیں دل میں
تو کہتا ہے آئینہ حیرت سے مجھکو
نہاں اور عیاں ماسوا کس کو سمجھوں
ہوا دل کے آئینہ میں راز ظاہر
فقط ہاتھ دھونا ہے اپنے سے زاہد
ہوا مجھکو ارشاد حضرت وطن سے

جہاں دیکھتا ہوں [illegible] تو ہے
وہ دل ہے مرا جو [illegible] ہے
تو ہی جسم ہے اور جا[illegible] ہے
جو تو ہے سو میں ہوا جو میں ہوں سو تو ہے
ہماری عبادت میں یہی وضو ہے
تو دیکھ آپ کو حق نما تو ہی تو ہے

عیاں تو ہی تو ہے نہاں تو ہی تو ہے
نہاں میں عیاں میں خلا اور ملا میں
سوا تیرے کوئی نہیں دوسرا ہیں
جدائی بھلا مجھ میں تجھ میں ہو کیونکر
مرے جی میں آتا ہے لاؤں زباں پر
جہاں کا تماشا جہاں میں نے دیکھا
میرے دل سے ہر دم یہ کہتا ہے دلبر
زمیں تو ہی تو آسماں تو ہی تو ہے

جہاں دیکھتا ہوں وہاں تو ہی تو ہے
ہر اک جا یہ جلوہ کناں تو ہی تو ہے
یہاں تو ہی تو ہے وہاں تو ہی تو ہے
جسد میں ہی میں ہوں تو جاں تو ہی تو ہے
میرے جی میں اے جان جاں تو ہی تو ہے
جہاں تن ہی جان جہاں تو ہی تو ہے
مکیں میں ہی میں ہوں مکاں تو ہی تو ہے
مکاں تو ہی تو لا مکاں تو ہی تو ہے

بجز تیرے ہی کون اے حق نما شاہ
ہر اک شے میں دیکھا عیاں تو ہی تو ہے

دیکھ لے آئینہ دل میں جو صورت کیا ہے
بلکہ کثرت میں نظر آتی ہے وحدت کی بہار

یار ہے تیرے مقابل تجھے حیرت کیا ہے
دیکھے انسان اگر اپنی حقیقت کیا ہے

حق کی ہستی کو جو کہتا تو ہستی اپنی
ہستی ہنستی ہے تری جہل پہ غفلت کیا ہے
سجدہ کرتے ہو کسے رو برو کس کی ہو کھڑے
زاہد و کہئیے بجز دیکھے اطاعت کیا ہے
بخت بیدار نے پہونچایا جو در تک تیرے
خواب میں دیکھی نہیں کعبہ کی صورت کیا ہے
مست ہیں بادہ دیدار صنم کے جب سے
نہیں پہچانتے ہم مذہب و ملت کیا ہے
یار ہے تیری نظر میں تجھے آنکھیں ہیں کہاں
غیب کہتا ہے تو حاضر کو یہ تہمت کیا ہے

حق نما مجھ سے اگر پوچھیں کوئی حق کہدوں
میں نہیں حق سے ہے یہاں غیر کی نسبت کیا ہے

میرے یار جانی نہیں تیرا ثانی میرے نفس میں دل میں اور جاں میں تو ہے
پہن چار عنصر کا چورنگی برقع ہوا جلوہ گر شکل انساں میں تو ہے
ہے آگے میرے آئینہ اینما کا جسے دیکھوں میں اسمیں ہی عکس تیرا
حجر میں شجر میں سمندر میں سیپی میں قطرہ میں موتی میں نیساں میں تو ہے
ہے شانِ جلالی جمالی تری اور صمد نام ہیں ترے دونوں
برہمن میں زاہد میں راہب میں عابد میں کافر میں مومن مسلمان میں تو ہے
دئی تھی خودی نے مجھے خوب دھوکا ہوا کشف یہ جب خود دیکھو میں تھوکا
خلا میں ملا میں بھی ظاہر میں باطن میں داخل میں خارج میں اعیان میں تو ہے
تجھی سے سعادت سعیدوں کو حاصل تجھی سے شقاوت شقیوں کو حاصل
قمر میں عطارد میں زہرہ میں خورشید و مریخ میں اور کیوان میں تو ہے
الانسان سرّی انا سرہ کی معانی کا یہ کچھ خلاصہ ہے مطلب
تو آئینہ اوس کا وہ آئینہ تیرا ترے میں ہی انسان انساں میں تو ہے

ترے وصل سے بہرہ ور سخن ور نہ ہو کیوں کہ ہے تو میرے جاں کے اندر
گواہ اس پہ ہے نحن اقرب کی حجت جو فرما چکا صاف قرآں میں تو ہے

مرے بر میں دلبر وہ ہے سیم بر جس کی پرتو سے ہے اختر چرخ میں شمس و قمر میں
وہی جلوہ گر ہے سما میں ہوا میں خلا میں ملا میں سما میں شجر میں
مرے ساتھ ہے رات میں بات میں دل میں بیدار میں خواب میں ہر قدم میں
جوانی میں طفلی میں پیری میں برزخ میں محشر میں جنت میں دوزخ میں خطر میں
اگرچہ منزہ ہے بیرنگ پر رنگ سب اوس کے نیرنگ سے رنگ بر رنگ ہیں
گلستاں میں ریحاں میں غنچہ میں گل بن میں ہر برگ میں شاخ میں گل میں بر میں
وہ ہے بحر الطاف کام کرم آپ ہی تاب سبزی سے ہے سرخی سفیدی
زمرد میں ہیرے میں الماس میں لعل و یاقوت و مرجان میں در میں گہر میں
وہ بیچوں وہ بیمثل و بے شبہ دیکھا کہاں کن ہوا آپ ہی جلوہ فرما
مرے جی میں جاں میں جگر میں سویدا میں دیدے میں پتلی میں تار نظر میں

وہ معبود مقصود موجود کے نور کی ہے جھلک اے سخن ورنہ سب میں
ملک میں سمک میں پری میں پرستاں میں مور و سلیماں میں جن میں بشر میں

خلقت کے دیکھنے کو سخنور جہاں میں ہوں
وصل خدا نصیب خودی میں ہوا مجھے
کیونکر جہاں پہ میری حقیقت ہو منکشف
دو آنکھ چار یار سے جس دم سے ہو گئیں

یک بی نشان مجھ میں ہے میں بے نشاں نہیں ہوں
ظاہر میں ہوں زمیں پہ و لے آسماں میں ہوں
کہتے ہیں لامکاں جسے میں اُس مکاں میں ہوں
میں گم گیا کہاں اسی وہم و گماں میں ہوں

اندھے ٹٹولتے ہیں اُسے مصر غیب میں
یوسف کا قول ہے کہ اسی کاروانمیں ہوں

تصویر دیکھنے سے بھی صورتکا ہو قیاس
اُس بے نشاں کو دیکھ لو میں جس نشانمیں ہوں

سنئے وطن سے آپ سخنور وطن کی بات
مجھ میں جہاں ہے دیکھی اور میں جہانمیں ہوں

از نتائج افکار گہربار محمد عبداللہ خان صاحب چشتی تخلص قرب

سنا ہے نام کسی کو نشاں نہیں معلوم
پتا مرا کوئی کیا دے مکاں نہیں معلوم

خودی کے ابر میں خورشید ذات ہی پنہاں
عیاں ہی یار یہ گنج ہے نہاں نہیں معلوم

ہزاروں قافلہ عالم کے مجھ میں ہتی ہیں
کدھر سے آتا ہے یہ کارواں نہیں معلوم

مدام ایک نظر آیا باغ ہست مجھے
کچھ اس چمن کی بہار و خزاں نہیں معلوم

وہ دل میں تیری ہے زاہد پتا میں دیتا ہوں
جو حق کے رہنے کا تجھکو مکاں نہیں معلوم

جو گذرا قرب خودی سے ہوا حق واصل
وہ کس جہاں میں ہے اہل جہاں نہیں معلوم

محمد مظہر جان جہاں ہے
محمد ذات مطلق کا نشاں ہے

محمد وہ معما ہے نہاں ہے
کہ جن کا غیب داں ہی رازداں ہے

اونہیں کے پرتو فیض و کرم سے
صدف میں دُر تن آدم میں جاں ہے

محمد گر نہوتے کچھ نہ ہوتا۔
اُنہیں کے نور سے روشن جہاں ہے

محمد ہیں وہ سلطان حقیقی گدا جن کا شہنشاہ جہاں ہے
ضحیٰ رخسار ہے واللیل گیسو جمال مصحف ناطق عیاں ہے
اوسی ہے دولت دارین حاصل محمد کا جو انساں مدح خواں ہے
وہ بے چوں آپ ہی خود چوں ہیں آیا محمد پر خدائی کا گماں ہے
اسے ہے وصل حق ہر آن حاصل جو بندہ مصطفیٰ کا رازداں ہے
خدا گویا ہے احمد کی زباں سے زباں حق کی محمد کی زباں ہے

بھلا کیا قطب سے اُن کی ثنا ہو
کہ جن کا حق تعالیٰ مدح خواں ہے

فانی خودی سے مجھکو کرو پیر دستگیر باقی بحق ہمیشہ رکھو پیر دستگیر
نظارہ تا خدا کا خودی میں کروں عیاں آئینہ حق کا مجھکو کرو پیر دستگیر
تم اپنی ذات پاک میں کر کے مجھے فنا گویا زبان اپنی کرو پیر دستگیر
حاصل مجھے کنارہ ہو بحر جہان سے چاہت میں اپنے غرق رکھو پیر دستگیر
پر نور دل ہو شعلۂ توحید سے مرا ظلمت دوئی کی دور کرو پیر دستگیر
کچھ چاہتا نہیں ہوں مگر ہے یہ آرزو جاں کندنی میں لب پہ رکھو پیر دستگیر

ہے آرزو یہ قطب کی میدان حشر میں
دامن تمہارا ہاتھ میں ہو پیر دستگیر

بیاں کیا ہم سے ہو رتبہ معین الدین چشتی کا خدا نے خود کہا خطبہ معین الدین چشتی کا

پہونچ جاتا ہوں اک دم میں بتا قرب خالق تک
ملا جب سے مجھے رستہ معین الدین چشتی کا

مدد ہر امر میں ہوتی ہے اسکو فیض باطن سے
ہوا دل سے جو آشفتہ معین الدین چشتی کا

طلسم گنج وحدت کے کھلے ابواب سب مجھپر
در دولت جو میں پایا معین الدین چشتی کا

کہاں رائی کہ ہر مری ہمیشہ حق سے واصل ہوں
خوشا قسمت ہے یہ صدقہ معین الدین چشتی کا

ادسی قید خودی سے خود رہا فرماتے ہیں حضرت
جو ہو جاتا ہے وابستہ معین الدین چشتی کا

منقش یہ رخ کبرکی ہے تصویر آنکھوں میں
تصور میں جو ہے نقشہ معین الدین چشتی کا

نہ دیکھا میں نے کثرت کو سوا وحدت کے عالم میں
سنا جس روز سے نکتہ معین الدین چشتی کا

ہوئی ہیں منکشف اسرار باریکے میرے دل پر
سمجھ میں آگیا نکتہ معین الدین چشتی کا

نظر میں آفتاب نور حق ہے آہنہ ہر دم
مرے سر پر جو ہے سایہ معین الدین چشتی کا

خریدوں کیونکر نہ میں دارین کی نعمت
ہوا ہوں دل سے میں بندہ معین الدین چشتی کا

ابد میں نام اقدس کا وظیفہ کیوں نہ رکھوں میں
ازل سے ہوں میں وابستہ معین الدین چشتی کا

خیال ماسوا میں کب رہے ہوئے فنا فی اللہ
ملے سالک کو جب رستہ معین الدین چشتی کا

نہیں ہے قطب مجھکو آرزو دنیا و عقبیٰ کی
ہوا ہوں جب سے میں بندہ معین الدین چشتی کا

میں خودی سے جو باہر آ دیکھا
بحر اسو لبسو خدا دیکھا

نور حق کا میں جابجا دیکھا
کہیں سورج کہیں سما دیکھا

ڈوبا جب بحر ذات میں ہم نے
دو تو عالم کو ملبلا دیکھا

دو جہاں صورت ہوا اللہ ہے
وہم عالم کو میں نے لا دیکھا

فوق پایا میں اپنے پایہ کو
پایہ عرش تحت پا دیکھا

شخص حق ہی تو عکس ہے عالم — شان احمد کو آئینہ دیکھا
حق ہی جس دم خودی ہوئی باطل — صورت حق کو آئینہ دیکھا
آئینہ دل کو جب کیا ہم نے — آئینہ یار کا لقا دیکھا
جس نے دیکھا اُسے نہ دیکھا کوئی — ہے غلط جو کہے سنا دیکھا
جاؤں کعبہ کو کس لئے قبلہ — میرے گھر میں خدا ملا دیکھا
کہیں عارف بنا کہیں واصل — کہیں مطلوب سے جدا دیکھا
کہیں عاقل بنا بھٹکتا ہے — کہیں عالم کا رہ نما دیکھا
جس کو میں ڈھونڈھتا پھرا باہر — اپنے گھر میں اوسی چھپا دیکھا
آپ کو آپ دیکھتا ہے وہی — اوس کو ہرگز نہ دوسرا دیکھا

قربؔ گذرا خودی سے جب اپنے
خود خودی کو خدا نما دیکھا

دل مرا بادشہ ہند سے معمور ہوا۔ — گھر مرا لمعۂ اسرار سے پُر نور ہوا
شکر للہ کہ کیا بخت مساعد ہیں مرے — بیعت سلسلۂ چشت سے مسرور ہوا
فرقت خواجۂ عالم میں جو تھا میں غمگیں — ہوگیا وصل جو دنیا میں تو مسرور ہوا
کیا عجب دولت دارین بھی ہو حاصل — جب غلاموں میں سے خواجہ کی میں مشہور ہوا
باغ اجمیر کا میں بلبل خوش الحاں ہوا — وصف لکھنا مجھے خواجہ ہی کا منظور ہوا
فرق جانیں جو شہ ہند و شہ جیلاں میں — پاس بھی حق کے اگر ہے تو سمجھ دور ہوا

داربان خواجۂ عالم کا ہوا قربؔ جو یہاں
پاس دیں دار کے وہ ہم سر منصور ہوا

بزم میں خواجۂ عالم کے جو شامل ہوگا
ہر رگ و ریشہ سے نکلی گی انا الحق کی صدا
دیکھ لے نزہت گلزار مزار اقدس
گل رخسار شہ ہند کا چرچا ہو اگر
دل مضطر ترا پائیگا اوسی دم تسکیں
نحن و اقرب کے لطیفہ کو جو سمجھیگا کوئی
یاد ہے جس کو گذر جانا خودی سے اپنی
عمر میں اپنے جو یکبار زیارت کر لے

مثل ادریس وہ فردوس میں داخل ہوگا
تیغ ارشاد کا جو آپ کے گھایل ہوگا
دل نہ جنت کی طرف پھر کبھی مایل ہوگا
بزم عشاق میں ایک شور عنادل ہوگا
جب تو اوس روضۂ اقدس کی مقابل ہوگا
جان لے تو عرفا میں وہی کامل ہوگا
دید سے حق کے نہ یکدم کبھی غافل ہوگا
حق کا دیدار اوسے ہر گھڑی حاصل ہوگا

مرد جو فانی بخود باقی بحق ہوا ی قرب
جان تو اپنے صنم سے وہی واصل ہوگا

خودی کو خدا میں نہاں دیکھتے ہیں
نظر سے ہٹی جن کے خاشاک کثرت
پتا گو ہے شہرگ سے نزدیک تیرا
خدا تیرا دیدار حاصل ہے جن کو
نہیں حق سوا دوسرا دوسرا میں
تمہیں جلوہ فرما ہو دیر و حرم میں
قیامت میں کہتے ہیں دیدار حق ہے
سویدہ میں پتلی میں تار نظر میں
ہوئے جبکہ فانی ہیں باقی بحق ہم

خدا کو خودی میں عیاں دیکھتے ہیں
وہ گلزار وحدت عیاں دیکھتے ہیں
جو غافل ہیں تجھکو کہاں دیکھتے ہیں
خودی میں وہ آنا زیاں دیکھتے ہیں
وہی ایک اوس کو جہاں دیکھتے ہیں
تمہارے یہ ہم دو مکاں دیکھتے ہیں
جو عارف ہیں اوس کو یہاں دیکھتے ہیں
ہر اک جا تجھی کو عیاں دیکھتے ہیں
مکاں اپنا ہم لامکاں دیکھتے ہیں

نظر سے اٹھے جبکہ پردہ خودی کا
خدا روبرو ہے جہاں دیکھتے ہیں

ملے جب سے ہم قرب حضرت وطن سے
خدا کو خودی میں عیاں دیکھتے ہیں

کہ خودی اپنا فنا دیکھ صلا ملتا ہے
آپ کو کھوتے ہیں جو ان کو خدا ملتا ہی

اور عالم ہے سوا میرا دو عالم کے پرے
کب دو عالم کو بھلا میرا پتا ملتا ہے

دیر و کعبہ میں نہ تو شیخ و برہمن سے ملا
خانہ دل میں ہمیں تیرا پتا ملتا ہے

زاہدو تم کو مبارک ہو مساجد میں نماز
گھر میں اپنے ہمیں دیدار خدا ملتا ہے

یار کے رخ پہ جو پردہ ہے وہ ہستی ہے تری
کر خودی اپنی فنا حق کا لقا ملتا ہے

قرب حاصل ہے مجھے ایک جہاں سے مدام
خاک پر تخت سلیماں کا مزا ملتا ہے

من نتایج افکار جناب فلک رکاب نواب آصف یار الملک بر قرار جنگ میر وزیر علیخان بہادر تخلص وزیر دام اقبالہ

بندھا ہے مجھکو تصور مدام خواجہ کا
ہوا ہے ورد زباں مجھکو نام خواجہ کا

ہزاروں کوس ورے لامکاں کی منزل ہے
پرے ہے اس سے گذر اور مقام خواجہ کا

انہیں کو صاحبی بندوں کی زیب دے یارو
جو جیتے نام ہیں سب خاص و عام خواجہ کا

ہے بند و بست دو عالم انہیں کے باعث سے
نہو خدائی میں کیوں اہتمام خواجہ کا

مرا ہے کام رگڑنا سر آپ کے در پر
لے آنا بر مرا مطلب ہے کام خواجہ کا

او نہیں کے پرتو رخ سے ہے مہر روشن
ہے دو جہان میں جلوہ تمام خواجہ کا

حصول آپ کو ہے رتبۂ فنا فی الذات
کلام حق کا ہے گویا کلام خواجہ کا

معین دین ہیں ہند الولی عطای رسول
نظام دولت و دیں انتظام خواجہ کا

وطن یہ رتبۂ عالی بیاں کروں کیا کیا
ہے بادشاہ جہاں بھی غلام خواجہ کا

یہی ہے اس مہ بے مہر کا نشاں قاصد
قدم قدم پہ زمیں ہو گی آسماں قاصد

مرا پیام لے ہو مجھ سے ہم زباں قاصد
مرا ہی نام ہے دلدار کا نشاں قاصد

ہے جام دل میں بسا جب سے اک جہاں قاصد
نہاں جو حال تھا وہ ہو گیا عیاں قاصد

ہو طور حشر کا افسانہ مختصر دم میں
سناؤں تجھکو اگر اپنی داستاں قاصد

خودی کی راہ سے اپنا قدم اٹھا یکسر
نظر پڑے گا تجھے کوئی جانجاں قاصد

ہوئی ہے آہ رسا اوج پیچ سے واقف
زمین کوئی صنم ہو گی آسماں قاصد

پیام وصل سناتا ہے دیکھ خط سرست
ہوا ہے اندنوں کچھ مجھ پہ مہرباں قاصد

گیا وہاں جو نہ پھر کر کوئی یہاں آیا۔
نشان کوئے صنم کا ہے بے نشاں قاصد

کھلا ہے گل کہ وہ گل منقبض ہی میرے سے
بہار پر ہے مرا گلشن خزاں قاصد

وصال یار سے کوسوں فراق ہے مجھکو
ترا قدم ہے مری جب سے درمیاں قاصد

پیام میرا جو خود رفتہ ہو وہ پہونچا دے
مکان یار کا ہے نام لامکاں قاصد

مٹا دیا ہوں میں جس دن سے اپنی ہستی کو
ملی ہے مجھکو بس اک عمر جاوداں قاصد

اسی کے راہ میں سر کو کیا ہوں پہلے نذر
اوسی کے کام پہ آئے یہ جسم و جاں قاصد

یہ مژدہ میرے مسیحا کو جلد جا پہونچا
دم آیا آنکھوں میں ہوں دم کا مہماں قاصد

مثل ہے تحفۂ درویش برگ سبز سنا
سگان یار کو دینا یہ استخواں قاصد

نہ اچھلا ڈوب کے دریائے آشنائی میں
ہوں مثل ماہی بے آب نیم جاں قاصد

نہیں ہے پرسش روز جزا کا خوف وزیر
اپنے ہیں ہند ولی میرے پاسباں قاصد

خمسہ وزیر بر غزل جناب وطن مدظلہ

دیکھو تو ہے حدوث و قدم آستاں مرا
حاضر ہو نہیں نہ غیب ہے مطلق نشاں مرا

جلوہ ہے تحت و فوق تہاں و عیاں مرا
رہتی ہے جان عرش پہ تن ہی یہاں مرا

ہے لامکان کون و مکاں میں مکاں مرا

پوشیدہ کچھ نہیں ہے ٹھکانا میاں مرا
انسان سے فرشتوں نے پوچھو نشاں مرا

ہے دونو جا پہ لگا نہیں ہے کہاں مرا
رہتی ہے جان عرش پہ تن ہی یہاں مرا

ہے لامکان کون و مکاں میں مکاں مرا

اثبات حشر و نشر ہے جب تک کہ ہے دوئی
دوزخ کدھر بہشت کہاں ہے یہ دل لگی

سمجھے جسے فنا ہے وہ ہے اپنی خاموشی
اک بات ہی ثبات جہاں میں نطق کی

گویا ہے بھید گنج خفی کا دہان مرا

بے صوت ہے کلام مرا اور مختفی　　بیگوش و ہوش ہو جو اسی ہووے آگہی
صورت فنا کی دیکھئے ہے اپنی خاموشی　　اک بات ہے ثبات جہاں میرے نطق کی

گویا ہے بھید گنج خفی کا دہان مرا

جس روز سے کہ نام دوئی کا اوٹھا دیا　　میں دیکھتا ہوں آپکو اپنے میں برملا
باطل کی سمت اب نہیں زنہار دیکھتا　　حق مجھپہ آئینہ ہے میں ہوں حق کا آئینہ

شان صفا ہے حال نہاں و عیاں مرا

جب زنگ ماسوا کو میں دل سے مٹا دیا　　اور جذب حق سے دیدہ حق بیں ہوا ہے وا
باطل فقر و ہے مجھے حاصل مکاشفا　　حق مجھپہ آئینہ ہے میں ہوں حق کا آئینہ

شانِ صفا ہے حال نہاں و عیاں مرا

پیسا نہ ہو کہ لوگ مجھے ڈھونڈھتے رہیں　　کمدینا مردموں سے کہ یہ اشتہار دیں
منظور آنکھ نہ ہو جنہیں خوب آنکھ ہیں　　رہتا ہوں چشم اھل بصر کی نگاہ میں

ملتا ہے نکتہ داں کے سخن میں نشاں مرا

آئندہ مرضی آپ کی اور آپ کی خوشی
لازم نہیں مباحثہ کہتا ہوں میں یہی
حق الیقین جان لیں اس بات کو مری
شان خدا ہے فہم میں اور وہم ہی خودی
علم الیقین سمجھو تو حق ہے گماں مرا

پھندے میں وہ دوئی کے پھنسے ہو جو بیخبر
جا کر گرے کوئے میں نہ ہووے جسے بصر
دونو سے مانگتا ہوں میں دن رات الحذر
دیر و حرم میں پاؤں نہ رکھا میں بھولکر
سینہ میں اہل دل کے میں پایا مکاں مرا

تعریف کو زبان نہیں ہے نہیں دہن
کہنا یہی وزیر کا ہے اب جناب من
جان سخن ہے آپ جو فرمائے یہ سخن
ہیں وہ طلسم غیب شہادت ہوائے وطن
سنتا ہوں نام پر نہیں ملتا نشاں مرا

ہر شان شان کبریا ہے
وہ آپ ہے کون ماسوا ہے
ہر سمت میں جلوہ گر خدا ہے
یہ شان نزول انہما ہے
واقف ہی نہیں ہیں گبر و مومن
ہر شئے میں ظہور ذات کا ہے
موجود وہی ہے سچ ہے بیشک
جھوٹا یہ تمام پیکنا ہے
کرتے ہیں نظر جدھر ہم اے فیض
آنکھوں میں وہی سما رہا ہے